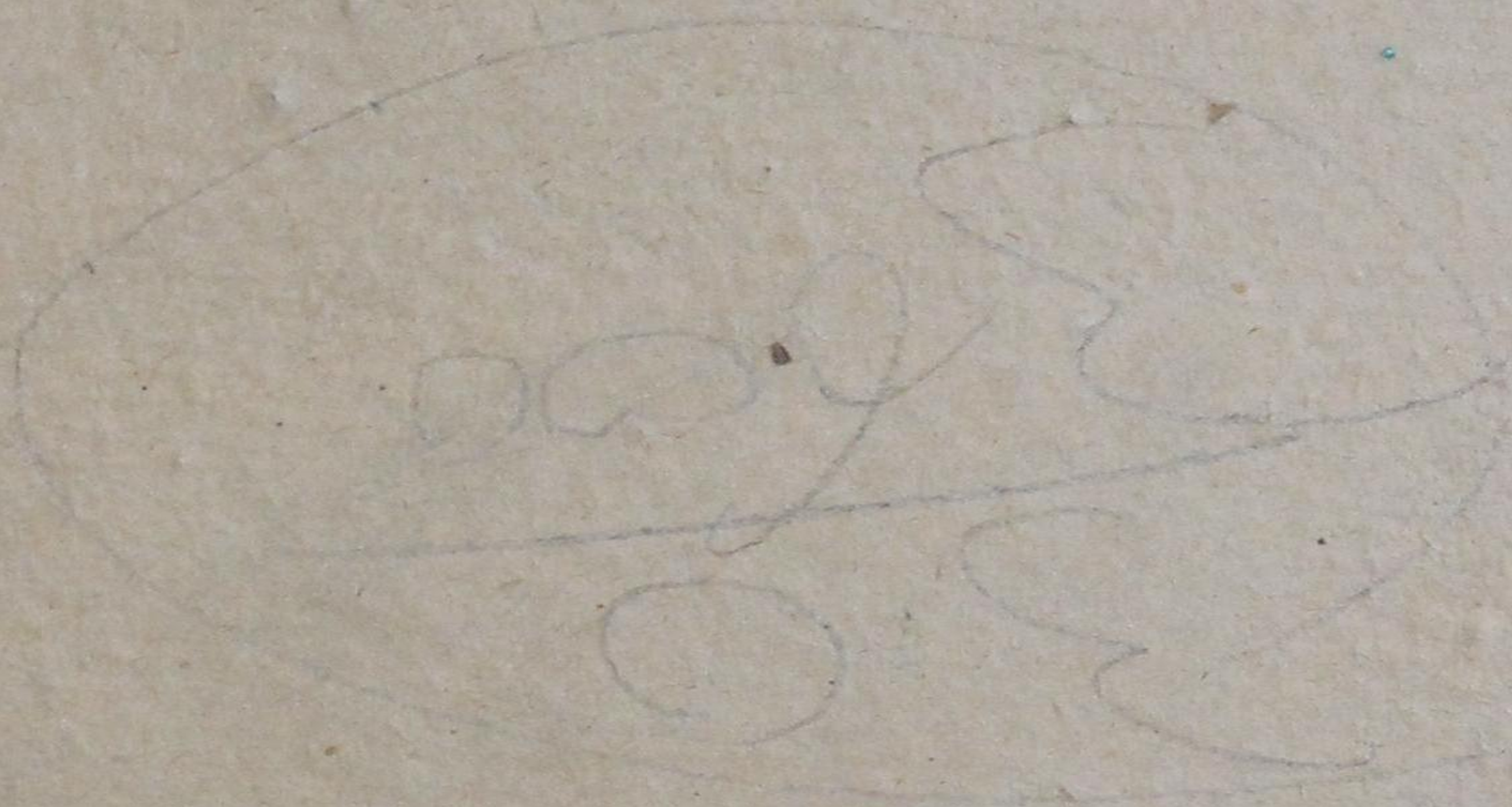
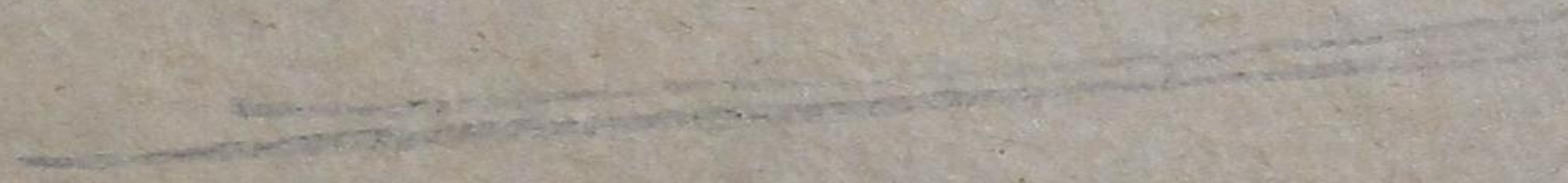




سرگذشت موسی ژوردان

حکیم نباتات

مستعلی شاہ مشہور جادوگر

مترجمہ

مرزا جعفر قراجہ داغی

معہ مقدمہ از

جناب مولوی حافظ سید جلال الدین احمد جعفری زینبی

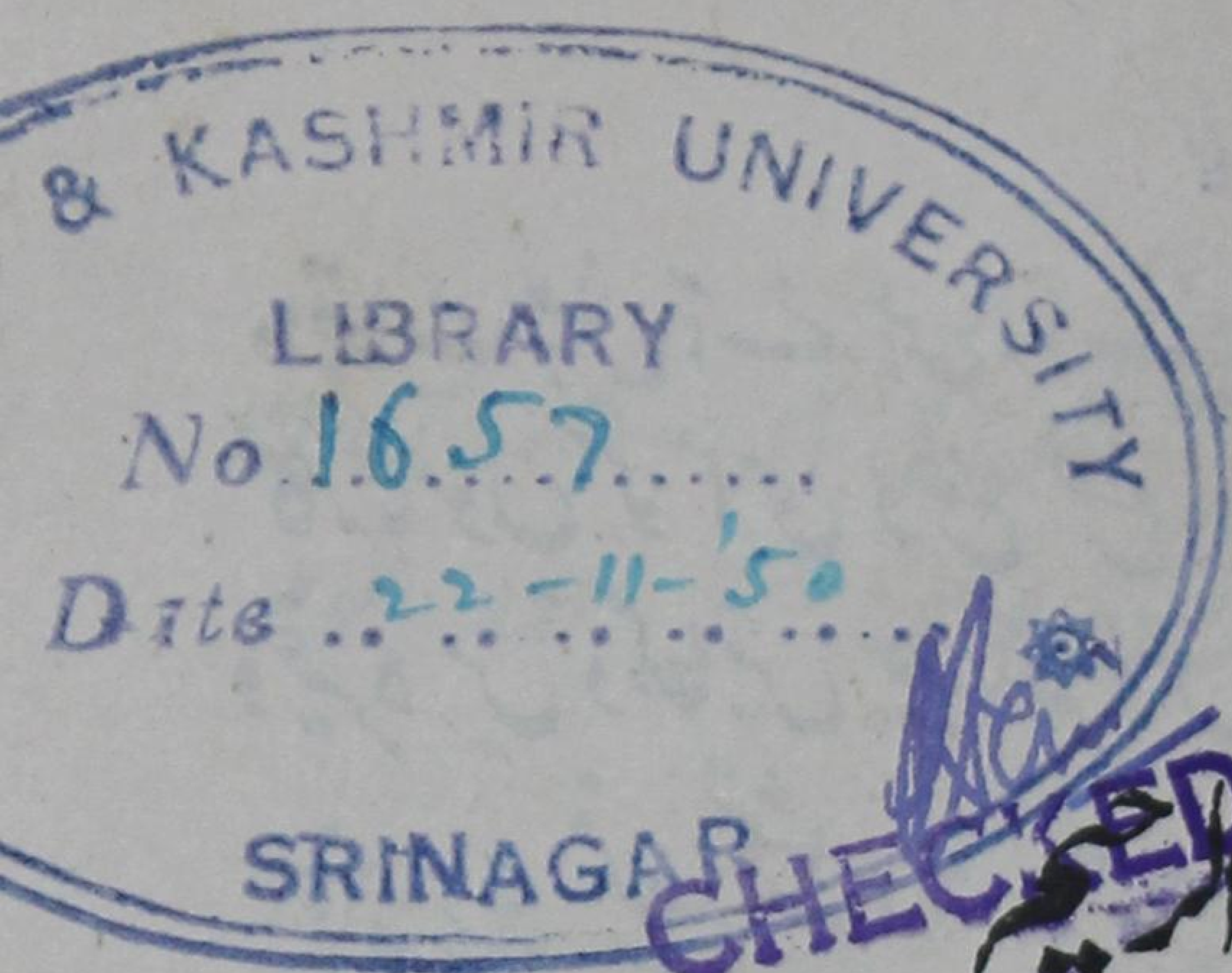
ایم - آر - اے - ایس (لندن)

باہتمام سید عبد الواسع منیجر

در مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد مطبوع گردید

قیمت فی جلد ۱۰/

فہرست مضامین



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ سرگذشت حکیم نباتات

حکیم نباتات ایک ڈراما ہے۔ جس کو مرزا فتح علی آخون زادہ نے ترکی میں لکھا تھا۔ اور مرزا جعفر قراجہ داغی نے فارسی میں اس کا ترجمہ کیا۔ اس لئے پہلے ڈراما کی تاریخ لکھتا ہوں اُس کے بعد اس کے متعلق اور باتیں لکھوں گا۔

۱۔ تمثیل یا تقلید (ڈراما)

تمثیل۔ تقلید۔ یہ دونوں عربی لفظ ہیں۔ تمثیل کے لغوی معنی یہ ہیں کہ کسی صورت کی نقل کرنا یا تحریر میں لانا۔ اور تقلید کے یہ معنی ہیں کہ کسی کی پیروی کرنی۔ اصطلاح میں نقل اُتارنے کو کہتے ہیں۔ مگر اب یہ ایک خاص فن ہوگیا ہے۔ اُس کی صورت یوں ہوتی ہے کہ کوئی حکایت یا تاریخی واقعہ ہے۔ اُس میں جتنے آدمیوں کے کارناموں کا ذکر کرنا ہے، اُن پر جو حالتیں گذری ہیں، یا اُن کو جو

واقعات پیش آئے ہیں، اُتنے ہی آدمی اُن کی نقلیں اُتاریں - اور اُن کے
کارناموں کو اُسی وضع قطع رنگ ڈھنگ خو بو لباس اور طرز کلام
وغیرہ میں دکھائیں جیساکہ اُس حکایت یا تاریخی واقعہ میں درج کیا گیا
ہے - یہ فن تمثیل یا تقلید کہلاتا ہے - اور اُس کے افراد کو مُمثّل
یا مُقَلِّد کہتے ہیں -

ارسطو نے کہا ہے کہ نقل اور محاکات انسان کا طبعی کام ہے -
اور کوئی مسرت اس سے زیادہ نہیں ہے جو انسان کو نقل اور
محاکات سے حاصل ہوتی ہے - یہی وجہ ہے کہ جب بندر آدمی کے
افعال کی نقل کرتا ہے - یا بچّے بڑوں کی نقل کرتے ہیں اور آدمی اُن کو
دیکھتا ہے تو وہ اُس سے خوش ہوتا ہے اور لطف حاصل کرتا ہے -

آریہ نسل کی قوموں نے اس فن کو ہمیشہ سے اپنی قومی اور مذہبی
ہستی کے لوازم سے سمجھا ہے - بلکہ اُنھوں نے اس فن سے قومی
اور مذہبی جذبوں کے محفوظ رہنے - رسم و رواج - اخلاق و عادات
اور تمدّن کی اصلاح اور درستی میں - اور حُبّ قومی کے جوش کو برانگیختہ
کرنے میں وہ وہ کام لئے ہیں جو بڑے بڑے اسپیکروں کے
اسپیچوں واعظوں کے پند و وعظ - اور مقرروں کی تقریروں سے حاصل
ہونے کسی طرح ممکن نہ تھے -

یورپ والے اس کو ایک فن لطیف خیال کرتے ہیں - اور اپنے
حیات قومی کا ایک جزولاینفک سمجھتے ہیں - اُنھوں نے اس فن

کے رواج اور ترقی دینے میں خاص کوششیں کی ہیں۔ اور اس فن کے قواعد و ضوابط منضبط کئے ہیں۔ جن کی وہاں مثل اور علوم کے تعلیم ہوتی ہے۔

یورپ میں ڈراما شاعری کا جزو اعظم اور فسانہ نویسی اور تاریخ کی ایک ضروری صنف ہے۔ اور یہ دونوں علم ادب کے اہم حصے اور اشاعت تعلیم کے ضروری ذریعے سمجھے گئے ہیں۔

طبیعت انسانی فطرۃً لہو و لعب پسند واقع ہوئی ہے۔ اور اُس کا کھیل تماشے کی طرف بہت ہی رجحان اور میلان رہتا ہے۔ اس امر میں مہذب اور غیر مہذب۔ عالم اور جاہل۔ شہری اور دیہاتی۔ سب برابر ہیں۔

تاریخ اقوام سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب سے انسان عالم وجود میں آیا اُس وقت سے ابتک دنیا کی ہر قوم خواہ وہ کیسی ہی گنوار اور جاہل کیوں نہ ہو تفنن طبع اور تفریح خاطر کے لئے کچھ نہ کچھ اسباب اور سامان مہیا رکھتی ہیں۔ جب کوئی تہوار آتا ہے یا کوئی شادی بیاہ یا خوشی کی کوئی تقریب پیش آتی ہے تو سب افراد قوم جمع ہوتے ہیں۔ سوانگ بھرتے۔ روپ بدلتے ناچتے گاتے بجاتے اُچھلتے کودتے ہیں۔ انہی قومی روایتوں اور افسانوں کی نقلیں دکھاتے ہیں۔ اُن کا ان باتوں سے یہی مقصود ہوتا ہے کہ طبیعت کو فرحت اور انبساط حاصل ہو۔ اور کچھ وقت ہنسی خوشی میں گذر جاے۔

انسان میں یہ قدرتی جذبہ ہے۔ تہذیب و تمدّن کی ترقی کے

دوش بدوش تفنن طبع کے مشاغل اور سامان بھی بڑھتے جاتے ہیں۔ اُن کی اگلی بھدی اور بھونڈی صورتوں کی بھی اصلاح اور درستی کردی جاتی ہے۔

غرض تمثیل بھی اُنھیں مشاغل تفریح میں سے ایک صنف لطیف ہے جس کو متمدن اور مہذب اور عالم لوگوں نے ایجاد کیا ہے۔

تاریخ سے اس کا پتہ لگنا دشوار ہے کہ اس صنف لطیف کے ارتقا کا رواج عالم تمدن میں کب ہوا۔ اتنا نشان ضرور ملتا ہے کہ یہ فن ہر قوم میں کسی نہ کسی حالت میں ہر وقت میں ضرور تھا۔ اور قوم جس طرح مدارج تمدن میں ترقی کرتی رہی یہ فن بھی آگے بڑھتا رہا۔

یہ امر مسلم ہے کہ انگریزی علم ادب کے اس فن سے آشنا ہونے سے بہت عرصہ پہلے یونانی۔ لاطینی۔ اور رومی لٹریچر میں اس کا وجود موجود تھا۔

انگلستان میں سب سے پہلے ڈراما بارہویں صدی میں جاری ہوا۔ ابتدا میں یہ گرجاؤں میں محض قومی اصلاح اور عوام الناس کے تہذیب اخلاق کے لئے کیا جاتا تھا۔ اور اُس کے افراد (ایکٹر) گرجاؤں کے پوجاری ہوتے تھے۔ اُس وقت اُس کا نام میرکل پلیز (MIRACLE PLAYS) تھا اس طرح کے ڈرامے بیشتر لاطینی زبان سے لئے گئے تھے۔ اور اُن کے مطالب طبع زاد نہ ہوتے تھے۔ بلکہ انجیل مقدس کے واقعات اور عہد جدید اور عہد قدیم میں سے تعجب خیز

حکایات اخذ کر کے ڈرامے تیار کئے جاتے تھے۔ اُن میں افسوسناک اور دردانگیز سرگزشتیں بھی ہوتی تھیں تاکہ اُن سے ناظرین کو حیرت حاصل ہو۔

چند صوبوں میں ڈراما نے تھوڑے سے تغیر و تبدل کے بعد ایک نیا طرز اختیار کیا۔ اس کا نام اب مورالیٹی پلیز (MORALITY PLAYS) یعنی تمثیل اخلاقی ہوگیا۔ اس میں اور میراکل پلیز میں یہ فرق ہے کہ اُس کے واقعات بجائے کتاب مقدس سے اخذ کرنے کے طبع زاد ہوا کرتے تھے۔ پھر جب یورپ میں زبان کا تبادلہ (REVIVAL OF LEARNINA) ہوا تو اُس کے بعد سے ڈراما لکھنا ایک خاص فن خیال کیا جانے لگا۔ اور اُس کی دو قسمیں قرار پائیں۔ ایک ٹریجڈی (تمثیل مصیبت۔ (TRAGEDY) دوسری کمیڈی :۔ (COMEDY) (تمثیل بہجت)۔

ریوال آف لٹرس (REVIVAL OF LETTERS) سے لوگوں کے دل یونانی اور رومی علم ادب کے پڑھنے کی طرف مائل ہوئے۔ اور اُن کو یہ شوق پیدا ہوا کہ اسی طرز پر چند ڈرامے انگریزی زبان میں لکھے جائیں پہلے چند رومی ڈراموں کے ایکٹ لئے گئے۔

سولھویں صدی میں انگلستان میں سب سے پہلے کمیڈی اور پھر ٹریجڈی نئی طرز پر لکھی گئی۔ شیکسپیر ۱۵۶۴ء میں پیدا ہوا۔ اُس سے پہلے بھی انگلستان میں کئی شخصوں نے ڈرامے لکھے ہیں۔ جو شہرت

اُس نے حاصل کی وہ کسی کو نصیب نہ ہوئی اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ انگریزی ڈراما میں ایک نئے طرز کا موجد ہے۔ اس نے ڈراما میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔

عربی زبان میں قدیم سے اس فن کا پتہ نہیں ہے۔

۲- تمثیل اور اہل ایران

اسلام سے پہلے کے فارسی ادبیات کی کتابیں اس وقت بہت ہی کم دستیاب ہوتی ہیں اور جو دستیاب ہوتی ہیں۔ اُن سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اُس وقت ایران میں ڈراما پایا جاتا تھا یا نہیں۔ جب ایران پر عربوں کا تسلّط ہوا اور ایرانیوں نے مذہب اسلام قبول کیا۔ تو انھوں نے علوم عربیہ ہی کو حاصل کیا اور اُنہی کی ترویج میں کوشش کی۔ بایں ہمہ خاص عہد اسلام میں تمثیل (ڈراما) کی دو صورتیں ایرانیوں میں پائی جاتی تھیں۔ ایک **قصّہ خوانی** دوسری سید الشہدا علیہ السلام کی مجلس تعزیہ۔ اگرچہ یہ دونوں صورت یورپ کے ڈراما کے مطابق تو نہیں ہیں لیکن اُس کے لگ بھگ ضرور ہیں۔ انہی دونوں صورتوں کی بنا پر مرزا فتح علی آخون زادہ نے ترکی میں یہ ڈراما لکھا جس کا مرزا جعفر قراجہ داغی نے فارسی میں ترجمہ کیا۔

ایرانی ایران کے تاریخی واقعات اور قصہ کہانی سننے کے نہایت شایق ہوتے ہیں۔ وہاں قصّہ خوانی بھی ایک پیشہ ہے۔ قصّہ خواں

خاص طور پر تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ شادی بیاہ وغیرہ ہر خوشی کی تقریب میں ان کا موجود ہونا لازمی سمجھا جاتا ہے۔ یہ قصّے عموماً نثر اور نظم دونوں میں ہوتے ہیں۔ نثر کو تمثیلی طرز میں تحت اللفظ میں ادا کرتے ہیں۔ اور نظم کو مزامیر کے ساتھ گا گر سناتے ہیں۔ ان کی زبان اکثر بازاری ہوتی ہے۔ ان لوگوں میں سے کبھی ایک شخص تنہا قصّہ سناتا ہے اور کبھی ایک جماعت ملکر قصّہ ادا کرتی ہے اس بنا پر تمثیل کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک تمثیل انفرادی۔ دوسری تمثیل مجلسی۔

تمثیل انفرادی۔ بعض قصّہ خواں کسی خاص قصّہ کے ادا کرنے میں پوری مہارت رکھتے ہیں۔ مثلاً شاہنامہ خوان۔ کوراوغلی خوان (کوراوغلی ایک ڈاکو تھا) ان قصّہ خوانوں میں سے صرف ایک ہی شخص کسی خاص واقعہ یا قصہ کو اس طور پر نقل کر کے بیان کرتا ہے۔ گویا اصلی قصہ کے افراد کی روح اُس کے بدن میں حلول کر گئی ہے اور وہ خود اپنی بپتی بیان کر رہا ہے۔

مولانا آزاد مرحوم نے ایک ایسی ممثل کی تصویر اس طرح پر کھینچی ہے۔

"ایران کے بازاروں میں اور اکثر قہوہ خانوں میں ایک شخص نظر آئے گا کہ سرو قد کھڑا داستان کہہ رہا ہے اور لوگوں کا انبوہ اپنے ذوق شوق میں مست اُسے گھیرے ہوئے ہے۔ وہ ہر مطلب کو نہایت

فصاحت کے ساتھ نظم و نثر سے مرصع کرتا ہے اور صورت ماجرا کو اس تاثیر سے ادا کرتا ہے کہ سماں باندھ دیتا ہے کبھی ہتھیار بھی سجائے ہوتا ہے۔ جنگ کے معرکہ یا غصّہ کے موقعہ پر شیر کی طرح بپھر کھڑا ہوتا ہے۔ خوشی کی جگہ اس طرح گاتا ہے کہ سننے والے وجد کرتے ہیں۔ غرضکہ غیظ و غضب، عیش و طرب، یا غم و الم کی تصویر فقط اپنے کلام ہی سے نہیں کھینچتا۔ بلکہ خود اس کی تصویر بنجاتا ہے۔ اسے حقیقت میں بڑا صاحبِ کمال سمجھنا چاہئے کیونکہ اکیلا آدمی ان مختلف کاموں کو پورا پورا ادا کرتا ہے جو کہ تھیٹر میں ایک جماعت کر سکتی ہے۔

سر جان مالکم صاحب نے اپنی تاریخ ایران میں لکھا ہے۔

از اسباب و اوضاع سلطنت ایران یکے قصّہ خواں است کہ آنرا نقال شاہ گویند۔ و صاحب این منصب شخصے باخبر از تواریخ و مستحفر از اخبار و اشعار و نوادر و نکات و دقیقہ یاب و نکتہ سنج باید۔ ایرانیان اسباب تماشا بسیار دارند لیکن بہ نوعے کہ تقلید در فرنگستان رسم است ندارند مگر قصہ خوانان ایشان کہ بہ شخص واحد در حین تقریر حکایات مجلس بالتمام ہستند از تبدیل حرکات و تغیر آواز بمقتضائے حالت اشخاص مختلفہ در حالات عدیدہ مثل غضب و حلم و عقل و عشق و سرور و غم و سلطنت و گدائی امارت و چاکری فرمانبرداری و فرمانروائی در ہر شخص واحد دیدہ می شود۔

دوم تمثیل مجلس۔ اس میں ایک جماعت قصہ کے افراد کی نقل

اُتار کر قصہ کو بیان کرتی ہے۔ اُن کو تماشاچی یا عاشق یا لوطی کہتے ہیں اس جماعت میں بہت سے نقّال ہوتے ہیں۔ یہ مزامیر کے ساتھ گاتے بھی ہیں۔ مداری۔ بازیگیر۔ میمون باز۔ خرس باز بھی اجزاء مجلس ہوتے ہیں ثنائے نقل میں اپنے اور اپنے جانوروں کے کرتب دکھاتے ہیں۔ یہ لوگ گاؤں گاؤں دورہ کرتے رہتے ہیں۔

تعزیہ

احسن القصص میں ہے کہ ابن کثیر شامی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ ۳۵۲ھ مطابق ۹۶۳ء میں معزّالدولہ احمد بن بویہ نے عشرۂ محرم میں بغداد میں حکم دیا کہ سیدالشہدا علیہ السلام کے ماتم میں دس روز تک بغداد کے تمام بازار بند رہیں۔ اور سب لوگ ماتمی سیاہ لباس پہنیں۔ اس کے بعد دیلمی سلطنت کے منقرض ہونے تک شیعہ سب شہروں میں عشرہ محرم تک تعزیہ کی رسم ادا کرتے تھے۔ بغداد میں طغرل سلجوقی کے سلطنت کے آغاز تک یہ رسم جاری رہی۔

خاندان دیالمہ کے کئی سو برس بعد ایران میں خاندان صفویہ کی سلطنت قایم ہوئی۔ یہ سلطنت دوسو برس تک رہی۔ یہ خاندان شیعہ تھا۔ اس نے جہاں تمام ایرانیوں کو زبردستی شیعہ بنایا وہاں اس بات کی بھی پوری کوشش کی کہ واقعۂ کربلا کا ذکر جا بجا کیا جائے۔ شعرا کو مجبور کیا کہ وہ سیدالشہدا علیہ السلام

کے مرثیہ اور آلِ عبا کے مناقب و فضائل نظم کریں۔ اور شاہانِ وقت کی تعریف کرنا چھوڑ دیں۔ شاہ طہماسپ اور عباس بزرگ نے اس بات کی طرف خاص طور سے توجہ کی۔ سب سے پہلے جس شاعر نے عہد صفویہ میں مرثیہ سیدالشہداؑ نظم کیا وہ ملا محتشم کاشی تھے۔ جو ہفت بند کاشی کے نام سے مشہور ہے اور سب خاص و عام اس کو پسند کرتے ہیں۔

صفویہ خاندان کے آغاز حکومت میں ملا حسین واعظ کاشفی نے روضۃ الشہدا نام کتاب واقعۂ کربلا کے متعلق لکھی تھی۔ اس سے قبل ابو مخنف لوط نے عربی میں اسی موضوع پر مختار نامہ نامی کتاب لکھی تھی۔ صفویہ خاندان کے زمانہ میں عشرۂ محرم کے دس دن تک ایران کے بڑے بڑے شہروں میں سرکاری طور پر سیدالشہداؑ کی مجلس عزا ہوتی تھیں اس کے دیکھا دیکھی عام لوگ بھی الناس علیٰ دین ملوکھم کے موافق مجلس عزا کرنے لگے۔ جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔

چونکہ مجالس عزا میں اکثر روضۃ الشہدا سے واقعات کربلا بیان کیے جاتے تھے۔ اس لیے اُن لوگوں کو جو واقعات کربلا پڑھتے تھے روضہ خواں کہنے لگے۔ اُس وقت سے سیدالشہداؑ کے مصائب پر رونا رُلانا غمگین ہونا اور غمگین کرنا اعمال مندوبہ کے فرائض اعظم کے بعد ضروری سمجھا جانے لگا۔ چنانچہ سنہ ۹۸۱ ہجری میں

محمد صالح برغانی نے ایک کتاب مخزن البکا نام لکھی۔ اُس نے اُس کے آغاز میں لکھا ہے۔

بعد از فرایض اعظم اعمال مندوبہ و اشرف قربات شرعیہ گریستن وگریانیدن و "مخزوں شدن و مخزون ساختن بر مصیبت سید الشہدا و خامس آل عبا "ابی عبد الحسین است۔"

اس وجہ سے واقعات کربلا کے پڑھنے میں وہ صورتیں اختیار کی گئیں جو کثرت سے رونے رلانے میں زیادہ موثر ہوں۔ پس روضہ خوانوں نے بھی وہی صورت اختیار کرلی جو قصہ خوانوں نے اختیار کر رکھی تھی جیساکہ اوپر بیان کیا گیا۔ لیکن اب روضہ خوانوں کے اس فعل کو پسندیدہ نہیں سمجھا جاتا اور شعرا اُن کی خوب دل کھولکر ہجویں لکھتے ہیں۔

صفویہ کے بعد قاچاریہ خاندان برسر حکومت ہوا یہ بھی شیعہ تھا۔ ان کے زمانہ میں مرثیہ کو خوب ترقی ہوئی ابو مخنف بن لوط کی کتاب مختار نامہ کا فارسی میں ترجمہ کیا گیا۔ اسمٰعیل خاں سرباز نے اسرار الشہادت ایک کتاب لکھی۔ مرثیہ میں وصال۔ وقار۔ قاآنی صباحی۔ بیدل۔ مقبل۔ مخلص۔ موزوں۔ نسیم۔ شفیع الواحی نے خاص شہرت حاصل کی۔

اس وقت مرثئے منظوم ڈراما کی طور پر لکھے جانے لگے۔ اور مجالس عزا میں واقعہ کربلا کی تمثیل ماہ محرم کی پہلی دس راتوں میں

دکھائی جانے لگی۔ اور اس کو تماشاے تعزیہ کہنے لگے۔ تماشائے تعزیہ
تمثیل مصیبت کا قائم مقام ہے۔ اس میں نہ تو تمثیل کا مصطبہ ہوتا
ہے نہ پردے اور نہ پردے کے منظر ہوتے ہیں بلکہ ایک وسیع
میدان کے وسط میں تیس چالیس گز مربع چھ فٹ بلند چبوترہ (جسے
سکوّ کہتے ہیں) بناتے ہیں اس کے چاروں طرف چوڑا راستہ چھوڑ
دیتے ہیں تاکہ مقلّدین جو اس میں حصّہ لیتے ہیں آسانی کے ساتھ
نقل و حرکت کر سکیں۔ راستہ کے چاروں طرف مردوں اور عورتوں
کے بیٹھنے کے واسطے مضبوط رسوں سے الگ الگ حلقے بنا دیتے ہیں
اور ان میں جانے کے واسطے راستے بھی الگ الگ ہوتے ہیں جب
سب لوگ آجاتے ہیں تو ایک توپ سر کرتے ہیں جس سے یہ اعلان
ہوتا ہے کہ اب تماشا شروع ہوگا۔ اس میں سب سے پہلے سقّوں کی
ایک جماعت آتی ہے۔ یہ لوگ پانی سے بھری مشکیں اٹھائے ہوئے
ہوتے ہیں اپنے کرتب دکھاتے اور "بیا ولب تشنۂ کربلا" کے
نعرے لگاتے ہیں۔ حاضرین اس نظارہ کو دیکھتے ہیں اور امام مظلوم
کی تشنہ لبی کو یاد کر کے ڈھاڑیں مار مار کر روتے ہیں۔ چھاتی کوٹتے ہیں
"ہائے حسین"، "وائے حسین"، کے نعرے بلند کرتے ہیں۔ ایک شور
قیامت برپا ہوجاتا ہے۔ پھر تعزیہ کے افراد آتے ہیں۔ ان میں جناب
رسالتمآب صلعم۔ دوسرے انبیائے عظام۔ ملائکہ۔ اہل بیت نبوی
معاویہ۔ یزید۔ اور شمر وغیرہ کے ممثل ہوتے ہیں۔ بہ تغیمبران اور

مستورات کے ممثل نقاب پوش ہوتے ہیں۔ لڑکوں اور مستورات کے سوانگ اکثر بے ریش معصوم بچے بھرتے ہیں جو عموماً اُمرا اور متمول لوگوں کے اولاد ہوتے ہیں اور تبرکاً اس تماشہ میں حصّہ لیتے ہیں جو لوگ شمر و یزید وغیرہ کے سوانگ بھرتے ہیں اُن پر حاضرین اس درجہ عملاً لعنت اور نفرت کرتے ہیں کہ اُن کی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں اس لئے اس کام کے لئے قید خانہ کے قیدی انتخاب کئے جاتے ہیں۔ تمام ممثل سکوّ پر ایک ہی جگہ مناسب حال اسلحہ و لباس میں بیٹھے یا کھڑے ہوئے ہیں۔ اگر تماشے کے درمیان میں لباس بدلنے کی ضرورت پیش آتی ہے تو مدیر مصطبہ دو جس کو اُستاد اس کام میں مدد دیتا ہے۔ ہر ایک ممثل کے پاس اُس کا حصّہ نظم میں لکھا ہوا موجود ہوتا ہے وہ اگر کہیں بھولتا ہے تو حاضرین کے سامنے ہی فوراً اُس کاغذ کو دیکھ کر اپنا حافظہ تازہ کر لیتا ہے۔ اُستاد کے ہاتھ میں پورا نسخہ موجود ہوتا ہے کبھی کبھی وہ بھی ممثل کو بتلاتا رہتا ہے۔

۴۔ مرزا فتح علی آخون زادہ نے اِن تمثیلوں کو کس وجہ سے لکھا

فتح علی شاہ قاچار شہنشاہ ایران کے زمانہ میں روس اور

ایران کے مابین ایک ۱۲۲۸ھ میں اور دوسری ۱۲۴۳ھ میں جنگ ہوئی۔ اور ان دونوں جنگ کا تصفیہ عہدناموں پر ہوا۔ ۱۲۲۸ھ کے عہدنامہ کے بموجب گرجستان۔ شروان۔ شکی۔ گنجہ۔ قراباغ۔ مغان اور طالش کا کچھ حصہ جو ایرانی علاقے تھے روسیوں کے قبضہ میں آئے۔ ۱۲۴۳ھ کے معاہدہ سے پہلا معاہدہ باطل قرار دیا گیا۔ لیکن جو ایرانی علاقے روس کے تسلّط میں آچکے تھے۔ اُن کے علاوہ ایران کو اپنے ملک ایروان اور نخچوان بھی روس کو دینے پڑے غرض اس طرح پر قفقاز اور اُس کے ملحقہ علاقے سلطنت روس میں شامل ہوگئے۔ ان علاقوں کا حاکم نشیں شہر طفلس تھا۔ یہاں کے باشندوں کی طبیعتیں بڑی جنگجو اور مفسد واقع ہوئی تھیں۔ لوٹ مار۔ مارنا مرنا اُن کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ اُن کا ذریعہ معاش چوری اور رہزنی تھا۔ بلکہ وہ ان باتوں کو بڑا شریفانہ اور دلیرانہ عمل خیال کرتے تھے۔ یہ تجارت اور زراعت کو خلاف شرافت نہایت ذلیل کام سمجھتے تھے۔ روسی حکام ان لوگوں کی ان حرکتوں سے نہایت تنگ تھے۔ جو حاکم آتا تھا اُن کی اصلاح کی کوشش کرتا تھا۔ بالآخر ایم وار انسوف روسی گورنر نے جہاں ان علاقوں میں اور اصلاحیں کیں وہاں شہر طفلس میں ایک تماشا خانہ بھی قایم کیا۔ تاکہ شہر والے اُس سے تفریح حاصل کریں۔ اور تماشا خانہ کے منظروں کو دیکھ کر اپنی اخلاقی برائیوں

سے واقف ہوں اور اُن کی اصلاح اور درستی کی طرف توجہ کریں۔ اس تماشاخانہ میں تربیت یافتہ مقلّد روسی اور یورپ کے دوسری زبانوں کی تمثیلوں کی نقل کرتے تھے۔ اِن لوگوں پر ان تمثیلوں کے ایکٹوں کا بہت بڑا اثر پڑا اور اُن کو معلوم ہوگیا کہ اُن کے ملک کے اسباب تفریح بھونڈے اور اخلاق بگاڑنے والے ہیں۔ شہنشاہ ایران ناصرالدین شاہ قاچار نے اپنے سفرنامہ میں اس تماشاخانہ کے متعلق لکھا ہے۔

بنائے مختصر است سفید کاری۔ یک چہل چراغ پرنسر داشت کہ باگاز روشن بود تماشا خانہ از صاحب منصبان روس وغیرہ پُر بود بہ ہمہ جہت دویست نفرآدم می گیرد۔ موزیک خوب زدند۔ بعد پردہ بالا رفت۔ چند اکت دادند۔ بزبان روسی حرف مے زدند۔ خوب خواندند۔ بازی و رقص و حکایات خوب نشان دادند۔ بسیار بامزہ و باخندہ بود۔ زنہاد جوانان روسی خوب و خوشگل بودند۔ یک رقاصۂ فرانسہ ہم بود بسیار خوشگل و خوب میر قصید۔ دوسال است اینجا آمدہ۔

ان تمثیلوں کا اثر مرزا فتح علی آخون زادہ کے دل پر سب سے زیادہ پڑا اور اُس اثر کے باعث اُس نے چھ تمثیلیں اور ایک تاریخی حکایت آذری ترکی میں جو فارسی اور ترکی ملی ہوئی ہے لکھی۔ اُنھیں میں سے ایک سرگذشت حکیم نباتات ہے۔

فارسی میں طبعزاد تمثیلیں بہت کم ہیں۔ زیادہ تر ترجمے ہیں جو فرنچ۔ ترکی۔ عربی سے کئے گئے ہیں۔ جتنی تمثیلیں ابتک فارسی میں شائع ہوئی ہیں اُن کی مجموعی تعداد تقریباً بیس تیس کے اندر ہے۔

۵۔ مرزا فتح علی آخون زادہ کا حال

مرزا فتح علی کا باپ دربند میں لڑکے پڑھاتا تھا۔ اس لئے لوگ اُس کو آخون زادہ کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ یہ تاتاری نسل سے تھا۔ اس کے باپ دادا قراجا داغ کے رہنے والے تھے۔ اس کا روسی رعایا میں شمار ہوتا تھا۔ اس لئے اس نے روسی فوج میں ملازمت اختیار کی اور اپنی ذاتی قابلیت اور حسن کارگزاری سے قابودان (کپتان) کے بہت بڑے عہدے تک ترقی کی۔ بالآخر اس نے طفلس میں سکونت اختیار کی۔ یہ علوم مروّجہ میں اعلیٰ درجہ کی قابلیّت رکھتا تھا۔ اس کو فرنگستانی رسوم و آداب سے خاص انس تھا۔ یہ اپنے قوم کی اخلاقی کمزوریوں سے بخوبی واقف تھا۔ اُن کی اصلاح کا سچے دل سے خواہاں تھا۔ اسی غرض سے اُس نے یہ تمثیلیں لکھی تھیں۔

۶۔ ترجمہ تمہید مرزا فتح علی آخون زادہ

جو اس نے ان تمثیلوں پر لکھی ہے

طبیعت انسانی میں دو اچھی خاصیتیں رکھی گئی ہیں۔ ایک غم

کی۔ دوسری خوشی کی۔ رونا غم کی علامت ہے اور ہنسنا خوشی کی۔ مزاج انسانی سے مصیبتوں کا آنا یا خوشی کا پیدا ہونا یا اُن کا لکھنا یا بیان کرنا ان دونوں حالتوں کو ظاہر کرتا ہے۔

تقریر اور تحریر کی صورت میں غم اور فرح۔ گریہ اور خندہ کے لئے بہتر موثر حکایت کا وضع کرنا ہے۔ بعض وقت مصائب کا بیان نامرغوب طریقہ سے ہوتا ہے اُس سے انسان متاثر نہیں ہوتا۔ لیکن اُسی مصیبت کو اگر پسندیدہ طریقہ سے علٰحدہ۔ نقل کرتے ہیں تو پورا اثر ہوتا ہے۔ جیساکہ ناقص اور کامل مرثیہ خوانوں کے پڑھنے سے یہ فرق معلوم ہوتا ہے۔ اگر مصیبت یا خوشی جو اخلاق لبشری کے متعلق بیان کی گئی ہے بعینہ اور واقعی بیان کی گئی ہے تو سننے والے پر ضرور اثر کرے گی۔ اور ایسی نقل کے بنانے والے کو حکیم روشن رواں اور عارف طبایع انسانی کہیں گے۔ اور اُس کی پوری نقل کرنے والا کامل سخنگو کہلائے گا۔

نقل مصیبت یا خوشی کا فائدہ یہ ہے کہ لوگوں کے اخلاق و خواص اس طور پر بیان کئے جائیں کہ سننے والے اُس کے سننے سے خوبیوں پر عامل ہو جائیں۔ اور برائیوں کو ترک کردیں۔ اور نفس امارہ اس قسم کے قصوں اور نقلوں کے سننے اور دیکھنے سے متاثر ہو اور برائیوں کے طرف بالکل رغبت نہ کرے۔

عقلاے انگلستان نے اس عمل کے فوائد کو اچھی طرح سے سمجھ لیا

ہے۔ اس لئے ایک مدت سے اُنھوں نے اس کا خاص اہتمام کیا ہے کہ بڑے بڑے شہروں میں تھیٹر ہال کے نام سے بڑی بڑی عمارتیں بنوائی ہیں۔ ان میں کبھی مصیبت اور کبھی خوشی کو نقلوں کے ذریعہ سے ظاہر کرتے ہیں۔

۷۔ مرزا جعفر مترجم تمثیلات کے حالات

مرزا جعفر۔ قراجہ داغ کا رہنے والا اور تحقیق تخلص کرتا تھا۔ یہ ۱۸۳۲ء میں قراجہ داغ میں پیدا ہوا۔ فتح علی قابوداں سے اس کا دور کا رشتہ تھا۔ اس کی بیوی مر چکی تھی۔ اُس کی یادگار ایک اکلوتی بیٹی تھی۔ جس کو وہ بہت پیار کرتا تھا وہ ایران کے مروجہ علوم کو بہت ناپسند کرتا تھا۔ اور جو نصاب اس ملک کے مدرسوں میں جاری تھے وہ اس قابل نہ تھے کہ طلبا میں صحیح قابلیت پیدا کر سکیں۔ اور وہ اس فکر میں رہتا تھا کہ اس طریقۂ تعلیم کی کسی طرح اصلاح کی جائے۔ اتفاقاً ایک دن اُس نے اپنے مربی شاہزادہ جلال مرزا کے کتب خانہ میں مرزا فتح علی کے تمثیلات کی وہ جلد جو اُس نے شاہزادہ کی خدمت میں بھیجی تھی دیکھی۔ اس نے اُس کو بڑے شوق سے پڑھا۔ اور وہ اُس کو پڑھ کر اس درجہ محظوظ ہوا کہ اُسی وقت اُس نے ارادہ کر لیا کہ وہ اُن کا فارسی میں ترجمہ کرے مصنف نے جو جلد شاہزادہ جلال مرزا کو بھیجی تھی اُس پر اس نے

درج کیا تھا کہ کیا اچھا ہو کہ ان کا فارسی میں بھی ترجمہ کردیا جائے۔
مرزا جعفر نے سب سے پہلے ملا ابراہیم خلیل کیمیاگر کا ۱۲۸۸ھ مطابق ۱۸۷۲ء فارسی میں ترجمہ کیا۔ اور اس زبان تکلیمی کی خصوصیات کا تبلیغی حق ادا کیا۔ شاہزادہ اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور مترجم کو باقی تمثیلوں کے جلد ترجمہ کرنے کی تاکید کی۔ چنانچہ ۷ رجمادی الثانی ۱۲۸۹ھ کو موسی ژوردان حکیم نباتات کا ترجمہ پورا ہوا۔ ابھی ان دونوں کتابوں کی اشاعت بھی نہ ہونے پائی تھی کہ شاہزادۂ جلال مرزا کا انتقال ہوگیا۔ اور مرزا جعفر کی ملازمت بھی جاتی رہی۔ جس کی وجہ سے اس کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بایں ہمہ اس نے ترجمہ کا کام برابر جاری رکھا۔ چنانچہ ۱۲۹۱ھ تک اس نے ۵ اور ڈراموں کے ترجمے کئے۔
مرزا جعفر کے ان ترجموں کی ایران میں چنداں قدر نہ ہوئی مگر یورپ میں ان کا بہت خیر مقدم کیا گیا۔
۱۸۸۸ء میں مرزا جعفر نے عزلت اختیار کی اور وہ ۱۸۹۶ء تک زندہ رہا۔

۸۔ ترجمہ مقدمہ مرزا جعفر جو اس نے اپنی تمثیلات کے ترجمہ پر لکھا ہے

اگرچہ ابتک میرے وجود سے کوئی نفع اور میرے کاموں کا

کوئی پھل اور میرے تہذیب اخلاق کی کوئی خبر ایسی نہیں ہوئی جو میرے بعد یادگار رہے۔ مگر تاہم اپنے عزیز اور پیارے بھائیوں سے اُمیدوار ہوں کہ جس طور پر ہوسکے بنظر عنایت و مرحمت میرا ساتھ دیں کہ اُن کے شوق سے میرے ناطقہ میں قوت پیدا ہو۔ اور میرے اشہب قلم میں جولانی پیدا ہو کہ اس علم شریف کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے میں کوشش کروں۔

مجھے افسوس ہے کہ اس فن شریف کو جو مہذّب اخلاق ہے اب تک فارسی زبان میں نہیں آیا۔ میرے ہموطن اس کے نفع سے محروم ہیں۔ اگر خدا نے چاہا تو اس گمنام کے قلم سے جو یہ ترجمے لکھے جاتے ہیں فارسی زبان میں یادگار رہیں گے۔ چونکہ ان ترجموں کے پھیلنے اور اس کے شایع ہونے سے اہل ایران کے لئے بصیرت پیدا ہوگی اور دوسرے ممالک کے لوگوں کو اس سے آسانی سے فارسی زبان آجائے گی اس لئے میرے واسطے یہ ترجمے سعادت مند لڑکے سے بہتر اور پائدار یادگار ہوں گے۔ فارسی زبان حاصل کرنے والوں کے لئے اب تک ایسا سادہ اور حشو و زوائد سے خالی کوئی نمونہ نہ ملے گا۔

ایران سے باہر کے لوگوں کے لئے ان تمثیلات کا برابر دیکھنا فارسی کی تمام کتابوں سے زیادہ مفید ہوگا۔ اور اس کا دیکھنا دفع رنج کے لئے بمنزلۂ ایک شفیق اور بے ضرر دوست اور غمخوار کے ہوگا۔

۹- ترجمہ کا سبب اور اُس سے مقصود کیا ہے

اس ترجمہ اور تالیف سے میرا مقصود صرف اس قدر ہے کہ آسان عبارت میں۔ ہنسانے والی باتوں کے ذریعہ سے اخلاق کی درستی ہو جائے۔ جیساکہ یورپ کے تھیٹروں میں نقل کے ذریعہ سے ہوتا ہے کہ جس سے انسان کی اچھی بُری عادتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔

چونکہ تمام حکما کا اتفاق ہے کہ انسان کے عیوب جیساکہ اُن پر ہنسنے اور تمسخر سے دور ہوتے ہیں نصیحت سے نہیں ہو سکتے۔ یہ تمسخر اُن کو بُرائیوں کے چھوڑنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اسی لئے اس تمثیل۔ڈراما۔ تھیٹر کا پھیلانا انسان کے لئے لازم اور ضروری سمجھا گیا ہے۔ مُصلحان قوم واقعات اور حادثات کو ہو بہو مکالمہ کے طور پر لکھ کر۔ یا لوگوں کے سامنے بیان کر کے یا اُس کی نقل کر کے تہذیب اخلاق انسانی میں کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ وہ اپنی بُری عادتوں کو چھوڑ دیں اور اچھی عادتیں اختیار کریں۔

میں نے بھی ترکی زبان میں ایسی کتابیں دیکھیں۔ اُس کے منافع معلوم کئے۔ اور اس بات پر افسوس کیا کہ ہم اہل ایران ایسے فوائد سے کیوں محروم ہیں۔ اس لئے محض اپنے اہل وطن کی خدمت کے لئے۔ اور یہ خیال کر کے کہ ہمارے اہل وطن تھیٹر کے فوائد سے محروم نہ رہیں۔ چند ڈراموں کا ترکی سے فارسی میں

ترجمہ کیا۔ اور اس میں اس امر کا بھی لحاظ رکھا ہے کہ ان کی فارسی
آسان ہو جس کو ہر شخص آسانی سے سمجھ سکے اور شوق سے پڑھے
اور اخلاقی فوائد کے علاوہ ادبی فوائد سے بھی محروم نہ رہے۔

۱۰۔ نقد و تبصرہ بر سرگزشت حکیم نباتات

حکیم نباتات کی زبان فارسی تکلمی (یا اصطلاحی) ہے اس میں
بنسبت اور تمثیلوں کے بازاری اور دیہاتی محاورے کم ہیں اس کی
عبارت سلیس اور سادہ ہے۔ فقرے چھوٹے چھوٹے ہیں۔ پیچیدگی
اور الجھاؤ نہیں ہے نہ استعارہ اور تشبیہ کی رنگ آمیزی ہے
نہ تکلف اور تصنع کی میناکاری نہ مبالغوں کا زور شور نہ مغلق
الفاظ کی بھرمار ہے مطلب کو سیدھے سادے جملوں میں ادا کیا
ہے اور وہ جملے بھی اثر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ کہنے والا کہتا ہے
سننے والا سنتا ہے۔ کانوں میں پڑتے ہیں دل میں جگہ کرتے ہیں۔
غرض فارسی جدید نے فارسی کے دامن سے اُس عیب کے بدنما
دھبے کو مٹا دیا جس کو متاخرین نے حسن کر کے چمکایا تھا۔

۱۱۔ تلفظ

ایرانی ہندوستانیوں کے تلفظ کو سخت اور کھرا بتلاتے ہیں
اور اپنے تلفظ کو نرم اور ملائم۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ایرانیوں

اور ہندوستانیوں کے کلمات کے تلفظ ادا کرنے میں جو تفاوت ہے
اس کو ظاہر کیا جائے تاکہ اس سرگزشت کے پڑھنے والے بھی
مثل ایرانیوں کے اس کتاب کو پڑھیں۔

حروف صحیح کے تلفظ ادا کرنے میں تو ایرانیوں اور ہندوستانیوں
کا ایک ہی ڈھنگ ہے۔ البتہ وہ حروف علت۔ زیر۔ زبر اور
پیش مثل ہندوستانیوں کے نہیں ادا کرتے ہیں اس لئے اس کی
حسب ذیل تصریح بیان کی جاتی ہے۔

۱۔ ہندوستانی الف اور زبر کی آواز انگریزی حرف (u) کی طرح
بولتے ہیں۔ اور ایرانی انگریزی حرف (a) کی طرح بڑی۔ الف امالہ
کی آواز سے کچھ ملتی جلتی بولتے ہیں۔ مثلاً رفتم کو ہندوستانی
(RUFTOM) ایرانی (RAFTAM) کہتے ہیں۔

۲۔ جن لفظوں کے آخر میں ہ ماقبل مفتوح ہوتی ہے ایرانی
اُس زبر کی آواز ہ ایسے گری ہوئی بولتے ہیں کہ وہ زبر زیر سا
معلوم ہوتا ہے۔ ہندوستانی ایسے زبر کے بولنے میں منہ بہت کھول
دیتے ہیں اور ایرانی ایسا نہیں کرتے مثلاً گربہ کو ہندوستانی
(GURBAH) اور ایرانی (GURBEH) کہتے ہیں۔

۳۔ ہندوستانی واو کی آواز انگریزی حرف ڈبلیو (W) کی سی
دونوں ہونٹ سے بولتے ہیں۔ اور ایرانی (V) کی سی منہ کے
بالائی حصہ اور نیچے کے ہونٹ سے ادا کرتے ہیں۔ مثلاً اوّل کو

ہندوستانی (U WWU LL) اور ایرانی (AVVA LL) کہتے ہیں۔

۴۔ الف ممدودہ یا جو الف کلمہ کے درمیان میں آئے ہندوستانی اس کو اشباع سے بولتے ہیں اور ایرانی انگریزی حرف (O) کی طرح۔ وہ ایسے الف کے بولنے میں زیادہ منہ نہیں کھولتے مثلاً ہندوستانی آب کو (A B) اور نان کو (N A N) کہتے ہیں اور ایرانی (O B) اور (NON) کہتے ہیں اسی طرح وہ قربان کو قربوں بولتے ہیں۔

۵۔ ب کا تلفظ بعض شہروں میں واو کا سا ہوتا ہے مثلاً شیراز والے آب کو آو کہتے ہیں۔ ایرانی اسم پر بائے زائدہ کو زیر سے بولتے ہیں اور ہندوستانی زبر سے مثلاً ہندوستانی بجا اور ایرانی بِجا بولتے ہیں۔

۶۔ ایرانی واو اور ی کو آخر کلمہ میں ہمیشہ معروف بولتے ہیں ہندوستانیوں کی طرح معروف اور مجہول کا امتیاز نہیں کرتے۔

۷۔ ی کلمہ کے شروع میں ہو تو حرف صحیح کی طرح بولتے ہیں۔ وسط میں کبھی معروف کبھی مجہول۔ لیکن آخر میں اگر یائے مجہول ہوگی تو اس کی آواز بکسرۂ خفی مثل ہائے مختفی کے ادا کرتے ہیں مثلاً ملے کو ملہ اور خیلے کو خیلہ کہتے ہیں۔ یہ صرف انہی دو لفظوں میں سنا گیا ہے۔

۸۔ ایرانی کہ (کدامیہ) اور چہ (استفہام) کے زیر کو اشباع کرکے

(گی) اور (جی) بجائے معروف بولتے ہیں۔

۹۔ جب فعل سے پہلے بائے زاید یا نون نفی یا م نہی آتا ہے تو ایرانی اُس پر زور دیتے ہیں مثلاً مرو (MA - RUO) نزن۔ (NA-ZAN)

۱۰۔ جن الفاظ کے آخر میں واو معدولہ ہوتا ہے اُن میں سے حرف خوب اور خوش کے واو معدولہ کو واو مجہول کی طرح بولتے ہیں۔ مثلاً خوب (KHUB) کو (KHUOB) اور (KHUSH) کو (KHUOSH) کہتے ہیں باقی میں واو نہیں بولتے۔

۱۱۔ ہندوستانی لفظ کے آخری جزو پر زور دیتے ہیں اور ایرانی پہلے حصّہ پر۔ آخری حصّہ کو نسبتاً پہلے حصّہ سے گھٹاکر بولتے ہیں مثلاً رفتم میں ہندوستانی تم پر زور دیتے ہیں اور ایرانی رف پر مگر جہاں ضمیر متصل لاتے ہیں یا اضافت اور یائے وحدت یا یائے تنگیری ہوتی ہے تو اُس پر زور دیتے ہیں مثلاً پدرم۔ پدرمن۔ پدرے۔ ان سب میں پدر کے در پر زور دیتے ہیں۔

۱۲۔ جس کلمہ میں کئی جزو ہوتے ہیں ایرانی اُس کے ہر ایک جز کو جدا جدا صاف طور پر بولتے ہیں مثلاً نگفتمش (NA-GUFT-AMASH)

۱۳۔ ماضی استمراری اور فعل حال کے لئے باہمی میں یائے مجہول کو بکسرۂ خفی بولتے ہیں جن فعلوں کا پہلا حرف الف ہوتا ہے۔

اُس وقت مے کی یے الف سے کچھ ملکر آواز دیتی ہے۔ مثلاً این قدر دولت را از کجا بدست میآورد اگر او بہ قراباغ نمی آمد۔ اینجا بیاید۔ حرمت عمانرا نمی توانند بجا بیاورند۔

۴۱۔ ہندوستانی آخر کلمے کے نوں کو اکثر نون غنہ بولتے ہیں اور ایرانی اچھی طرح پر ظاہر کرتے ہیں۔

۱۲۔ خصوصیات زبان تکلمی

جو حکیم نباتات سے ظاہر ہوتی ہیں

۱۔ اسم جاندار ہو یا بیجاں اس کی جمع عموماً ہا سے بناتے ہیں مثلاً باجنّہ و عفریت ہا حکم کردہ ام بابا درویش بہ فرنگیہا رحم خواہیم کرد۔ چند سال ست۔ این ہیلاقہا می گردد۔ صورت گلہائے نیکی دنیا پشت آن کشیدہ شدہ۔ بچّہ زبانہا تابیدہ۔ خانم! اگر مردہا عقل دارند مردہا ہمیشہ بماہا می گویند۔ ہرگز بزنہا متوجہ نشدہ میگریزد از خرابی پاریس شہرہاے دیگر را ضرب رسیدہ واہ! انتم چہ حرفہا میزنند؟ دختر بچہ ہا بے عقل می شود۔

اکثر ایسی صورت میں فاعل جمع کے لئے فعل واحد لاتے ہیں۔ الفاظ مرکبہ میں با علامت جمع آخر کے اسم میں بڑھاتے ہیں مثلاً دختر بچہ سے دختر بچہا۔

۲۔ بول چال میں اختصار کے لحاظ اور اظہار مطلب کی تعجیل

کے باعث ایرانی ضمیر متصل کا زیادہ استعمال کرتے ہیں۔
تنبیہ۔ جن قاعدوں کے محاذ میں امثلہ درج نہیں کی گئی ہیں اُن کی کوئی مثال اس کتاب میں نہ تھی۔ اس وجہ سے نہیں لکھی گئیں۔

ضمیر متصل کی حالت اضافی

۱۔ جن لفظوں کے آخر میں الف یا واو ہوتا ہے اُن میں ضمیر متصل سے پہلے مثل کتابی فارسی کے ی نہیں بڑھاتے ہیں۔ مثلاً پیشیں روت خوردنی زیاد۔ بابات پشت خانہ ہا چو پانان حرف می زند۔ اوّل از عموم رخصت می خواہم۔ مگر پسر عموت شہباز بیگ نامزدت تو نیست۔ بہ بنید عموش چہ خواہد گفت۔

۲۔ جن لفظوں کے آخر میں ہائے مختفی ہوتی ہے اُن میں ضمیر متصل سے پہلے الف بڑھاتے ہیں مثلاً ہمہ اش را گریہ میکنی۔ حوصلہ ات تنگ نشود۔

۳۔ شان۔ تان۔ مان جمع ضمیروں کے مضاف کے آخر میں کسرہ نہیں پڑھتے ہیں مثلاً اشک چشم شان توئے آستیں شان است۔ ما دستہا را حنا می بندیم۔ فرنگیہا نمی بندند۔ ما سرتان را می تراشیم آنہا نمی تراشند۔ با مہمان مان موسی ژوردان۔ نترسید خانہہا۔ دل تان را قایم بدارید۔

۴۔ ننہ اور بچہ میں جب م ضمیر متصل ملاتے ہیں تو ہ حذف

کر دیتے ہیں۔ بچم ننم بولتے ہیں۔ مثلاً واہ ننم چہ حرف میزند۔

۲۔ ضمیر متصل کی حالت مفعولی

۱۔ کبھی تو ضمیر متصل فعل سے پہلے کسی اسم کے آخر میں لاتے ہیں مثلاً تکانش می دہد۔ خدا نیست و نابود شان کند۔ در مجالس از من زیادتر احترامش می کردند۔

۲۔ کبھی فعل کے آخر میں لاتے ہیں۔ مثلاً خانم میخواہدت۔ دادمت۔

۳۔ فارسی کتابی میں حروف جارہ سے متصل ضمیریں نہیں ملاتے تھے۔ لیکن فارسی تکلمی میں ایسا کرتے ہیں۔

ضمیر متصل کی حالت تاکید

حالت تاکید میں خود کے ساتھ ضمیر متصل لاتے ہیں مزید تاکید کے وقت خود سے پہلے ضمیر منفصل بھی لاتے ہیں۔

۱۔ حالت فاعلی

خودم میخواستم این را بشما بگویم۔ پس ازان خودم بر می گردم می آیم۔ شہباز خودش بشرف ننا گفتہ۔ خودتان ہم سوار شوید چنانچہ من خودم غیر از قراباغ جائے نرفتہ ام۔

۲- حالت اضافی

ولایت خودش که میرود- پیش روے خودت جویا می شوم-
درمدرسه هائیکه از شفقت دولت علیۂ خود مان باز شده است-
کار خودش را پیش ببرو- بحرف خود شما رسوم آنها را نیز باید دانست
هرطوریکه دلخواه خودت هست سر خودم کدام بالیں ست؟
ما اور شما اگرچہ جمع کی ضمیریں ہیں مگر ایرانی ان کے آخر میں
ہا علامت جمع بڑہاکر ماہا اور شماہا بولتے ہیں- مثلاً مردہا ہمیشہ
بماہا می گویند- بجا دو باور نکنید عادت اوّلی میان ماہاست-
ماہا ہمہ چیز باور میکنیم- از ماہا بمعرفت و خدمت خوش بخت شدہ-

ضمیر متصل حرف ربط کا کام بھی دیتی ہے

مثلاً محض دیدن موسی ژوردان و شنیدن اختلاطہاے
او ہمہ رسوم آنہا را بلدم من ہنوز طفلم- خیلے راضی ام-
ایرانی بول چال میں اس بات کا بھی کم لحاظ کرتے ہیں کہ
فاعل ضمیر واحد ہے اور فعل جمع ہے یا فاعل ضمیر جمع ہے اور
فعل واحد- ایسا مخاطب کے صیغوں میں اکثر ہوتا ہے-
جب سیاق کلام سے مرجع معلوم ہوتا ہے تو اس کے بجاے
حرف ش ضمیر غایب بولتے ہیں-

جدت ترکیب۔ دگی (دلہ (مرکب ہے دل + ہ نسبت سے)
(چور۔ لٹیرا) لٹیرا پن۔ چوری زیروزرو (بجائے زیروزبر) پابیں را
در طرفۃ العین زیروزرو می توانم کرد۔

فعل کا بیان

فعل ماضی مطلق

۱۔ محاورہ میں ۱۔ ماضی قریب اور ماضی بعید کے معنی دیتا
ہے۔ مثلاً حرف دیگر نجیلے زد (زدہ است) آنہا خاطرم نماند۔
(نماندہ است) تو نیاوردی گفتی۔ صورت دختران پارسیں است
(نیاوردہ بودی۔ گفتہ بودی)۔

۲۔ فعل مستقبل کے معنی میں

۱۔ اسم موصول کے بعد جملہ صلہ میں۔
۲۔ حرف شرط کے بعد خواہ وہ مذکور ہو یا مقدر مثلاً
اگر نگفتے۔ میروم۔ ننم را صدا میکنم (نخواہی گفت)۔

فعل حال

محاورہ میں۔ ۱۔ اکثر مستقبل کے معنی دیتا ہے۔ مثلاً میروم

دنم را صدا میکنم ۔ جادو ہرگز اثر نمی بخشد ۔
۲ ۔ کبھی بمعنی امر آتا ہے ۔

فعل مضارع

۱ ۔ کبھی بمعنی امر آتا ہے ۔
کبھی فعل حال اور مضارع سے امکان کے معنی سمجھے جاتے ہیں ۔ مثلاً یکروز بیتو نمانم (نتوان بمانم)
۲ ۔ کبھی فعل حال بمعنی ماضی مطلق آتا ہے ایسا کسی پچھلے واقعہ کے ذکر کے وقت ہوتا ہے ۔
فعل مستقبل پر مے یا ہمی بڑھاکر استمرار کے معنی پیدا کرتے ہیں ۔
فعل نہی امر حاضر پر ن نفی بڑھاکر بناتے ہیں ۔
فعل مجہول میں شدن کے صیغے اصل فعل کے شروع میں لاتے ہیں ۔ مثلاً شہباز راہم باز در میشود نگاہداشت (نگاہداشتہ می شود) ۔
کبھی فعل مجہول میں ماضی مطلق کے صیغے سے ہ بھی حذف کردیتے ہیں ۔ مثلاً اگر درویشے کہ دانم ۔ گفت نمی شد (گفتہ نمی شد) ۔

افعال معاون کا بیان

توانستن ۔ گزاشتن ۔ خواستن کے مشتقات کو اکثر مضارع کے

اول میں بطور فعل معاون کے لاتے ہیں - اس وقت فعل معاون کے بعد کہ بیانیہ یا تا بیانیہ محذوف رہتا ہے - البتہ بایستن کے مشتقات کبھی فعل ماضی کے شروع میں لاتے ہیں -

۱- توانستن

اس کے مشتقات جس فعل سے پہلے آتے ہیں اُن سے اُس فعل کا امکان سمجھا جاتا ہے -

۱- فعل حال مثلاً حرمت مہمان را نمی توانند بجا بیاورند - من ہرگز نمی توانم روم آنجا - ہرگز نمی توانی پاریس بروی -

۲- ماضی مطلق مثلاً اگر من نتوانستم بکنم -

۳- نمی توان فعل ماضی مطلق کے اوائل میں مثلاً چگونہ باور نمی توان کرد -

۲- گزاشتن

اس کے مشتقات سے اُس فعل کی اجازت سمجھی جاتی ہے اس وقت تا یا کہ علت محذوف رہتا ہے -

۱- امر مثلاً بگزار کارم را بکنم - بگزار برود -

۲- فعل حال مثلاً نمی گذارد کارم را بکنم - من خود را بکشتن میدہم - نمی گذارم گردن موسی ژوردان را بزنند -

نمی گزاریم تا باین خاک گزر کنی۔
۳۔ماضی قریب مثلاً از صبح تا بحال نگزاشته دو چنگ شانہ بزنم۔
۴۔مضارع مثلاً نگزارم شہباز بپاریس می رود
۵۔ماضی مطلق مثلاً اگر شہباز را گزاشتم پاریس برود۔ این لچک لچک چنگیہا باشد۔

۳۔خواستن

اس مصدر کے مشتقات سے اُس فعل کی خواہش سمجھی جاتی ہے۔
۱۔فعل حال مثلاً جوانست دلش می خواہد برود۔ چنانکہ می خواہد در را شکنند۔ (فعل ماضی استمراری) می خواست من خود را بکشتن میدہم۔ (ماضی مطلق) ہرگاہ خواستی شہرہائے دیگر ہم بروی۔ (فعل حال) اگر خدمت ہم میخواہی بکنی۔

۴۔بایستن

اس مصدر کے مشتقات سے اُس فعل کی ضرورت سمجھی جاتی ہے۔
۱۔ماضی استمراری مثلاً درین صورت می بایست بدیوہا وعفریتہا حکم کنم۔ پاریس را خراب و زیرو رو کنند۔
۲۔مضارع مثلاً امّا من یا باید بمیرم۔ باید تا صبح بکنار ارس رسانم۔ باید ہمین بروم۔

۳- باید فعل ماضی مطلق کے ساتھ بھی لاتے ہیں۔ مثلاً چہ قدر باید بدیوہا انعام داد۔ کبھی ماضی شکیہ پر لاتے ہیں مثلاً در ہر کار آدم باید واسطۂ داشتہ باشد۔

۱- کبھی فعل معاون کو دو فعل کے اوّل میں لاتے ہیں اور اُن دونوں فعلوں میں حرف عطف محذوف رہتا ہے۔

۲- فعل معطوف کے اوّل میں بھی فعل معاون لاتے ہیں۔

دشنام

ایرانی مرد ہوں یا عورت جب کسی پر بگڑتے اور خفا ہوتے ہیں تو فحش بکتے اور گالیاں دیتے ہیں لیکن وہ گالیاں خاص قسم کی ہوتی ہیں اس لئے صرف وہ دشنام جن کا ذکر حکیم نباتات میں آیا ہے یہاں درج کی جاتی ہیں۔

گم شو تکاتہ۔ بچہ زیر گل برود مگر آرام بگیرد۔

زمین خوردہ (مردہ)

۱- کہ تاکید مثلاً تو کہ کار نمی کنی۔ ہمہ اش را گریہ می کنی۔ خون کہ نشدہ است دست و پایم را کہ نہ بستہ اند۔

۲- البتّہ۔ مثلاً البتّہ سحر ست کاری شدہ

کلمات ذیل صرف فارسی تکلمی میں آتے ہیں

۱- تو بمعنی در مثلاً دریں حال در باز شد شہباز بیگ می آید تو شہر بانو خانم توئے خانہ نشستہ لاے بمعنی در مثلاً این مشکلہا لاے کتاب موسی ژوردان بود-

۲- روے- بمعنی سر مثلاً موسی ژوردان پا روے پا انداختہ- حاتم خان آقا در صدر اطاق روے فرش نشستہ- خلاصۂ سر شب وقت چراغ روشن کردن باید مستعلی شاہ خانۂ ما حاضر شود- سر سال در قراباغ حاضر می شود-

۳- پائے-

۴- جلو-

۵- دم- (پیش) مثلاً دم در دخترش شرف نسا خانم سخت می لرزد-

۶- طرف-

۷- خیر- ۱- بمعنی خوب مثلاً خیر! چہ حقے دارد؟- خیر! بہ بخشید- خیر! البتہ صرف می زنم-

۲- بمعنی نہ حرف نفی-

۸- پشت (پس) مثلاً از پشت پردہ بوائش بیروں آید- پشت پردہ کہ در پیش بار آویزان ست پنہان می شود-

۹- بلکہ (شاید)

۱۰- کہ بمعنی اگر۔

۱۱- مگر کلمۂ استفہام مثلاً مگر خودت خبر نداری ؟ مگر زور باشد ؟۔

۱۲- ننہ (ترکی) ماں اور بڑی بوڑھی عورتوں کو تعظیماً کہتے ہیں۔ لیکن ماں اور بڑی بوڑھی عورتیں بچوں کو پیار سے ننہ جان کہتی ہیں۔ باجی (ترکی) بہن کو کہتے ہیں۔ آغا۔ عورتوں کے لئے تعظیماً بولتے ہیں مثلاً آغا باجی چرا گریہ می کنی۔

کلمات منشا

کتابی زبان ایک حد تک علمی شان لئے ہوئے ہوتی ہے اس لئے اُن میں اُن لفظوں سے قطع نظر کر لی جاتی ہے۔ جو افسوس و حسرت یا تعجب و انبساط یا تحقیر وغیرہ ظاہر کرنے کے لئے بولتے وقت بے اختیار آدمی کے منہ سے نکل جاتی ہیں۔ لیکن ڈراما میں چونکہ متکلم کی پوری پوری حالت متکلّم کا فوٹو دکھایا جاتا ہے اس لئے اُس میں اُن آوازوں کا ظاہر کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اس قسم کی کتابیں کسی زبان کے بول چال سیکھنے کے واسطے نہایت مفید ہوتی ہیں۔

۱- ہمی (برابر) کلمہ استمرار ماضی استمراری سے پہلے تاکید استمرار کے لئے لاتے ہیں مثلاً ہمی۔ گریہ می کرد۔

۲-آخ-۱-زحمت اور تکلیف کے وقت مثلاً آخ! آمدید حاتم خان آقا-شہباز بیگ شما را بخدا! برائے من اسب حاضر کنید-

۲-کسی نئی بات کے پیش آنے پر مثلاً آخ لکّاتہ حالا می رود-

۳-اللہ اکبر غصّہ کے وقت بولتے ہیں مثلاً اللہ اکبر! زن عمو! نمی دانم- باکدام قراولہا و وستاق خواہم کرد اللہ اکبر! دختر! آخر من چہ طور بحاتم خاں آقا بگویم؟

۴-دردت بجانم-عورتیں بجائے "بلالوں"، کے بولتے ہیں-

۵-واہ کلمہ تحسین و انبساط مثلاً واہ! جانم! مگر دیو جائے من بے جیرہ و مواجب ست؟

واہ! خانم! منتر می خوانم-

واہ! برائے خدا! بابا درویش ہیچو مگو-

واہ! خاک بسرم- زنکہ ہا- چہ حرفہا می زنند؟-

واہ! اینکہ حرف اولیست-

واہ! ننم! چہ حرفہا می زنند؟

۶-ایہ-حرف نفرت جو بیزاری اور ناپسندیدگی ظاہر کرتا ہے- مثلاً ایہ! خانم! مردہا اگر عقل دارند- چرا ما آنہا را در ہر قدم ہزار بار گول میزنیم-

۷- بہ- کلمہ تحسین و انبساط مثلاً بہ! خانم! این کارنست؟-
۸- آوخ کلمہ تحسین و انبساط مثلاً آوخ! شکر خدا- دلم یک خوردہ آرام گرفت-
۹- وای کلمہ تاسف وندبہ مثلاً بابام! وائے!- ننم وائے! وائے! بابام! وائے شہربانو خانم در را باز می کند- وائے! زنکہ! مگر دلت از سنگ است-
۱۰- وہ مثلاً وہ بیا بعد ازین بمردم خوبی کن-
۱۱- آغا تعظیماً عورت کے لئے بولتے ہیں گلچھرہ کہتے ہیں آغا باجی! چرا گریہ می کنی؟
۱۲- آقا تعظیماً مرد کے لئے بولتے ہیں-

محذوفات

ایرانی بول چال میں کلمات ذیل حذف کر دیتے ہیں-
۱- حروف جارہ در- ب- بر-
ا- اکثر اسم ظرف یا اسم اشارہ یا عربی و فارسی مصدر کے شروع سے-
(- در مثلاً کار دستمست (کار در دستم است) آنہا خاطرم نماند (در خاطرم) ماکفش پا کنیم (در پا الخ) می گزارد بغلش (در بغلش)

ب - ۱ - ب بمعنی قسم - ۲ - ظرفیت مثلاً طلاها را میدهد به مستعلے شاه - درویش میگیرد - میگزارد بغلش (به بغلش) -

ج - بر - مثلاً درویش مستعلے شاه جلو تخته پارها برابر چیده - بخورجین می ریزد - میاندازد دوششش (بردوششش) -

۲ - حرف شرط مثلاً چه عیب دارد؟ میل داری - رسوم آنها هم یاد بگیر (اگر میل الخ) -

۳ - ک بیانیه مثلاً چه طور میشود راضی باشیم (چه طور می شود که الخ) - مگر نشنیدهٔ؟ چند تا شیاطین را امر کرده ام (مگر نشنیدهٔ که الخ) -

۴ - که صله کا مثلاً این چه کارے بود رو داد (کارے بود که الخ) -

۵ - تا بمعنی علت فعل مضارع مثلاً چه میخواستی بشود (تا بشود) در را محکم به بند آدمی کسے نیاید (به بند تا آدمی الخ) -

۶ - واو حرف عطف -

ا - دو یا چند اسما کے درمیان سے مثلاً شیاطین - اجنّه - دیوها - عفریتها - بدعملها کدام یکے را بگویم -

ب - دو یا کئی جملوں کے درمیان سے مثلاً سوار می شوم بر می گردیم - (سوار می شوم و بر می گردیم) (سوار شده بر می گردیم) خان پری پا می شود - در را می بندد - می آید - می نشیند (پا می شود و در را می بندد و می آید و می نشیند) (خان پری پا شده در را بسته آمده می نشیند)

خان ہری پاشو در را محکم بہ بند (پاشو الخ) درویش می گیرد۔
بیگزارد (می گیرد و می گزارد) نشنید پشت گوش انداخت
(نشنید و پشت الخ)۔

۷۔فعل معطوف سے ہاے اتصالی مثلاً اگہ درویشی کہ دائم گفت
نمی شد۔ (گفتہ نمی شد)۔

۸۔ہرکہ اسم موصول سے ہے۔

کلمات و جملات تنبیہ

۱۔بہ بنیم مثلاً بہ بنیم! برائے چہ گریہ می کنی؟ بہ بنیم! این چہ
حرف است؟۔

۲۔وہ بگو بہ بنیم مثلاً وہ! بگو! بہ بنیم! چرا گریہ می کنی؟

۳۔بہ بنیی مثلاً بہ بنیی! کدام گداہا دزد شدند؟۔

۴۔بہ بین مثلاً بیا۔ بہ بین! آن خس و خاشاک در بین۔

۵۔بگو۔ بہ بنیم۔ مثلاً بگو۔ بہ بنیم۔ کدام گفتہ است؟

۶۔ہا۔مثلاً ازین سر نہ حالا و نہ من بعد خبر نشوندہا!

۱۳۔افراد اہل مجالس کے خصائل

موسی ژوروان۔ پیرس کا رہنے والا علم نباتات کا ماہر۔
۵۰ برس کی عمر ہے۔ سیر و سیاحت کا بڑا شائق ہے جہاں جاتا

ہے جڑی بوٹیوں کو تلاش کرتا ہے۔ اُن کے خواص دریافت کرتا ہے
اس کو اپنی تحقیقات پر بڑا ناز ہے۔ حاتم خاں آقا نے اُس کو
اپنے گھر مہمان رکھ چھوڑا ہے اور اُس کی بڑی آؤ بھگت
کر رکھی ہے۔ اس وجہ سے وہ حاتم خاں آقا کا بے حد متشکر اور
ممنون ہے اور چاہتا ہے کہ حاتم خاں آقا کے اس احسان کے
بدلہ میں اُس کے بھتیجے شاہباز بیگ کو اپنے ساتھ پیرس لیجائے۔
وہاں اُس کی کچھ دنوں تعلیم اور تربیت کرے فرنچ زبان سکھلائے
نیز گورنمنٹ فرانس سے اُس کو کچھ انعام بھی دلوائے۔

حاتم خاں آقا۔ تکلہ مغان (قراباغ) کا رہنے والا۔ اپنی
بستی کا سردار اور سلیم الطبع آدمی ہے۔ ہر معقول بات کو ماننے
کے لئے تیار رہتا ہے۔ ۶۰ برس کی عمر ہے۔

شرف لنسا خانم۔ حاتم خاں آقا کی بڑی لڑکی ضدّی اور
حاسد ہے ساتھ ہی رحمدل بھی ہے احسان فراموش نہیں ہے۔

موسیٰ ژوردان۔ اُس کو شہباز بیگ کے ہاتھ پھولوں کے
گلدستے بھیجتا تھا نیز اُس نے ایک آئینہ بھی شرف لنسا خانم کو
دیا تھا جس کے پشت پر امریکہ کے پھولوں کی تصویریں کھنچی
ہوئی تھیں۔ جو پیرس کے باغ عجائبات میں اُگ رہی ہیں۔
جب شہر بانو خانم جادوگر سے کہتی ہے۔ کہ جادو کے زور سے
موسیٰ ژوردان کی گردن توڑ دیجائے تو شرف لنسا خانم وہ اس بات

پر راضی نہیں ہوتی اور کہتی ہے کہ میں خود اپنے کو ہلاک کردوں گی لیکن موسیٰ ژوردال کو نہیں مارنے دوں گی۔ اُس کی ۱۸ برس کی عمر ہے۔
گلچہرہ ۔ حاتم خاں آقا کی چھوٹی لڑکی نو برس کی۔ نہایت شوخ اور چلبلی۔ جہاں کوئی نئی بات دیکھتی ہے فوراً اُس کا سبب پوچھتی ہے۔
شہربانو خانم ۔ حاتم خاں آقا کی بیوی ۴۵ سال کی عمر ہے جو بات زبان سے نکالتی ہے اُس کو کرکے رہتی ہے۔ اپنے مطلب حاصل کرنے کے لئے اُس کو روپیہ صرف کرنے میں بھی کچھ دریغ نہیں ہوتا۔
مہمان دوست اور مہمان نواز ہے۔ لیکن زود رنج بھی ہے اگر اپنی طبیعت کے خلاف مہمان سے کوئی بات دیکھتی ہے تو فوراً آنکھیں بدل لیتی ہے اور اُس کے درپے آزار ہوجاتی ہے۔ موسیٰ ژوردال کی خوب دل کھول کر مہمانی کرتی ہے لیکن جب سنتی ہے کہ موسیٰ ژوردال شہباز بیگ کو پیرس اپنے ساتھ لیجاتا ہے تو فوراً خفا ہوجاتی ہے۔ اور چاہتی ہے کہ موسیٰ ژوردال ہلاک کردیا جائے اور پیرس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے۔
شہباز بیگ ۔ حاتم خاں آقا کا بھتیجا اور اُس کی بڑی لڑکی کی منگیتر ۲۲ برس کا نوجوان سیر و تماشا کا دلدادہ۔ جس بات کی دل میں ٹھان لیتا ہے کرکے چھوڑتا ہے۔ کوئی لاکھ سمجھائے۔ کسی کی نہیں مانتا۔ موسیٰ ژوردان کے زبانی سنتا

ہے کہ پیرس میں نوجوان عورتیں اور لڑکیاں بے پردہ باغوں بازارو
اور سیرگاہوں میں پھرتی ہیں - اُس کے دل ہیں شوق پیدا ہوتا
ہے کہ وہ پیرس جائے اور اِن منظروں کو اپنے آنکھوں سے
دیکھے - چچی اُس کو پیرس جانے سے روکتی ہے اور سمجھاتی ہے
وہ اُس کا مذاق اُڑاتا اور اپنی ہٹ پر قایم رہتا ہے -

خان پری - شرف نسا خانم کی دایہ ۴۰ برس کی ہے -
بڑی چالاک عورت ہے - سحر و جادو کی معتقد ہے -

درویش مستعلی شاہ عراقی جادوگر لوگوں کو سحر و جادو
سے ٹھگتا پھرتا ہے -

غلام علی عراقی - مستعلی شاہ کا شاگرد - وہ مستعلی شاہ کے
مکر و فریب کو خوب سمجھتا ہے - اُس کی کارروائیوں پر ہنستا ہے -

۴۱ - سرگذشت حکیم نباتات کا خلاصہ

پہلی مجلس

۱۲۶۳ھ میں قرابلغ میں عید نوروز سے ایک دن بعد تکلہ
مغاں میں واقع ہوتی ہے - **شرف نسا خانم** - دوسرے کمرے
میں چپکے چپکے روتی جاتی اور راون صاف کرتی جاتی ہے - گل چہرہ
اُس کے سامنے کھیل رہی ہے - گل چہرہ شرف نسا خانم سے

روزنے کا سبب دریافت کرتی ہے۔ شرف النسا خانم گلچہرہ کو دھکا دیتی ہے وہ گر پڑتی ہے۔ اُٹھتی ہے۔ روتی ہوئی اپنی ماں کے پاس دوڑی ہوئی جاتی ہے اور ماں کو شرف النسا خانم کے پاس لے آتی ہے۔ شہربانو خانم شرف النسا خانم سے گلچہرہ کو دھکا دینے کا سبب دریافت کرتی ہے۔ شرف النسا خانم کہتی ہے۔ یہ تو قبر میں جاکر نچلی بیٹھے گی۔ اس نے صبح سے اب تک مجھے دو مٹھی اُون بھی صاف نہیں کرنے دیا۔ شرارت کرتی ہے کبھی اُون اُٹھاتی ہے۔ کبھی میری چادر کھینچتی ہے۔ میں نے مجبور ہوکر اس کو ذرا ہٹایا تھا۔ کہ یہ دھڑ سے زمین پر گر پڑی اور دوڑ کر آپ کو بلا لائی۔ شہربانو خانم شرف النسا خانم سے رونے کی وجہ پوچھتی ہے اور کہتی ہے۔ الحمدللہ تیرے ماں باپ زندہ ہیں۔ تیرا منگیتر خوبصورت اور حسین ہے۔ تیرے پاس کھانے پہننے کو بھی بہت کچھ ہے شرف النسا خانم کہتی ہے بخدا میں نہیں روتی تھی۔ پھر گلچہرہ ایک چٹکی لے کر کہتی ہے۔ مردار! میں کب روتی تھی۔ شہربانو خانم ہنسکر کہتی ہے "یہ کیوں نہیں کہتی؟ کہ میں اپنے منگیتر کے پاس جاؤں گی۔ شرف النسا خانم کہتی ہے میرا منگیتر کون ہے۔ شہربانو خانم جواب دیتی ہے تیرا منگیتر تیرا چچازاد بھائی شہباز بیگ ہے۔ ۳۰ دن کے بعد تیری شادی بڑی دھوم دھام سے ہوگی۔ شرف النسا خانم کہتی ہے۔ اماں جان آپ کیا باتیں کرتی ہیں۔ شہباز بیگ دس دن بعد پیرس جارہا ہے۔

شہر بانو خانم کس کے ساتھ۔ تجھ سے یہ کس نے کہا؟ ہاں اب میں سمجھی تو اسی وجہ سے روتی تھی۔ شرف لنسا خانم مجھ سے خود شہباز بیگ نے کہا کہ میں موسی ژوردان کے ساتھ پیرس جاؤں گا شہر بانو خانم شہباز بیگ پیرس کیوں جاتا ہے۔ شرف لنسا خانم اُس کو موسی ژوردان نے بہکایا ہے کہ پیرس میں عورتیں اور کنواری لڑکیاں کُھلے مُنہ مجلسوں میں اُٹھتی بیٹھتی ہیں۔ شہباز بیگ دیوانہ بنا ہوا ہے کہتا ہے ایک بار پیرس ضرور جاؤں گا۔ چچا جان اجازت دیں گے تو فبہا ورنہ بغیر اجازت کے چلا جاؤں گا۔ شہر بانو خانم۔ گلچہرہ سے شہباز بیگ کو بلاکر اُس سے دریافت کرتی ہے۔ شہباز بیگ کہتا ہے میں ابھی شادی کرنا نہیں چاہتا کیا زبردستی ہے۔ شہر بانو خانم ہاں زبردستی ہے کیا حاتم خاں آقا اور شہر بانو خانم مرگئی ہیں تو اُس فرنگی کے بہکانے میں آگیا ہے۔ شہر بانو خانم حاتم خان آقا کو بلاتی اور اُس سے یہ حال کہتی ہے۔ حاتم خاں آقا شہر بانو خانم کی تسلّی کر دیتا ہے میں ابھی شہباز بیگ اور موسی ژوردان کو بلاکر دریافت کرتا ہوں۔

دوسری مجلس

حاتم خاں آقا موسی ژوردان سے دریافت کر رہا ہے کہ ہمیں نے سنا ہے۔ کیا آپ شہباز بیگ کو پیرس لے جا رہے ہیں۔ موسی ژوردان

کہتا ہے ہاں میں یہ چاہتا ہوں کہ شہباز بیگ کو پیرس لیجاؤں اور
اُس کو فرنچ زبان سکھاؤں - حاتم خاں آقا شہباز بیگ سے
دریافت کرتا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ میں فرنچ زبان سیکھنا چاہتا
ہوں موسی ژوردان حاتم خاں آقا کو سفر کے لئے سمجھاتا ہے اور
کہتا ہے کہ میں اوّل اُس کو فرنچ زبان اور اُس کے علوم سکھاؤں گا۔
پھر میں اپنے حکومت سے آپ نے جو میرے ساتھ احسانات کئے ہیں
اس کے صلہ میں شہباز بیگ کو انعام دلواؤں گا۔ شہباز بیگ ایک
سال میں واپس آجائے گا۔ حاتم خاں آقا شہباز بیگ کے پیرس
جانے پر راضی ہوجاتا ہے۔ اور اپنی بیوی سے خطاب کرکے کہتا ہے
کہ سال بھر کو گذرتے کیا دیر لگتی ہے اس عرصہ میں ہم شادی کا
سامان کرلیں گے۔ شہر بانو خانم چیختی چلاتی ہے کہ میں اُس کو کبھی
پیرس نہیں جانے دوں گی۔ شہباز بیگ مسکراکر کہتا ہے کہ چچی جان
کیا آپ مجھے حوالات میں پولیس والوں کے سپرد کردیں گی۔ شہر بانو خانم
چلاکر کہتی ہے جو تجھ سے ہوسکے تو کرنا۔ جو مجھ سے ہوسکے گا وہ
میں کروں گی۔ حاتم خاں آقا کہتا ہے عورتوں کے سب کام غلط
ہوتے ہیں۔ موسی ژوردان تعجب کرتا ہے۔ شہباز بیگ چپ ہوجاتا ہے۔

تیسری مجلس

شہر بانو خانم گھر میں بیٹھی ہے۔ شرف نسا خانم ایک گوشہ میں

بیٹھی اُون صاف کررہی ہے۔ دروازہ کھلتا ہے۔ خان پری شرف نسا خانم کی دایہ داخل ہوتی ہے۔ شہر بانو خانم اُس سے کہتی ہے تو نے سنا کہ شہباز پیرس جارہا ہے تجھ سے ہوسکتا ہے تو اُس کے روکنے کی کچھ تدبیر کر۔ حاتم خاں آقا مُنہ دیکھی باتیں کرتا ہے وہ پھر موسی ژوردال اور شہباز بیگ کے دم میں آگیا ہے۔ میں مرجاؤں گی مگر شہباز بیگ کو پیرس نہیں جانے دوں گی۔ مجھسے شرف نسا خانم کا رونا نہیں دیکھا جاسکتا۔ خان پری جواب دیتی ہے۔ میں نے اُسی وقت آپ سے کہا تھا۔ حاتم خاں آقا یا کسی اور کے احسان اُٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ آغچہ بدیع سے مستعلی شاہ درویش کو بلا لیا جائے۔ اُس کا جادو بڑا چلتا ہوا ہے۔ شہر بانو خانم سنا تو میں نے بھی ایسا ہی ہے۔ لیکن یہ کام ذرا مشکل ہے اس لئے مجھے کچھ شک ہے۔ خان پری ایک دو مثال بیان کرکے شہر بانو خانم کی تسلّی کردیتی ہے۔ شہر بانو خانم اچھا تو تو جلد اپنے لڑکے علی مردان کو بھیجدے تاکہ وہ شام کو مستعلی شاہ درویش کو آغچہ بدیع سے بلا لائے۔

اسی درمیان میں دروازہ کھلتا ہے۔ شہباز بیگ داخل ہوتا ہے شہباز بیگ اور شرف نسا خانم کے درمیان گفتگو ہوتی ہے۔

شرف نسا خانم پیرس کی نوجوان عورتوں اور لڑکوں کی وہ تصویریں "جن کو شہباز بیگ نے موسی ژوردال سے لاکر شرف نسا خانم کو

دی ہیں،، دکھاتی ہے اور کہتی ہے تو ان کے عشق میں پیرس اُڑ رہا ہے۔ شہباز بیگ اُس کو سمجھاتا ہے کہ میں علم حاصل کرنے کے لئے پیرس جارہا ہوں تاکہ کوئی اچھی ملازمت مل جائے۔ اور میں عیش و آرام سے بسر کروں اسی درمیان میں حاتم خاں آقا شہباز بیگ کو آواز دے لیتا ہے اور وہ چلا جاتا ہے۔

چوتھی مجلس

حاتم خاں آقا کے کمرے میں ایک طرف شہر بانو خانم دوسری طرف شرف نسا خانم اور ایک گوشہ میں اُس کی دایہ خان پری بیٹھی ہوئی ہے۔ شام کا وقت ہے۔ دروازہ کھلا۔ مستعلی شاہ جادوگر ناک بھوں چڑھائے ہوئے داخل ہوتا ہے۔ شہربانو خانم سے کہتا ہے میرے لایق کیا خدمت ہے فرمائے۔ شہربانو خانم بابا درویش! ذرا سا کام ہے اس کے لئے آپ کو تکلیف دی گئی ہے۔ شہباز بیگ ہمارے فرنگی مہمان کے ساتھ پیرس جارہا ہے۔ یہ میری لڑکی اس کی منگیتر ہے ۲۰ دن بعد شادی ہونے والی ہے۔ حاتم خاں آقا میری کوئی بات نہیں سنتا۔ کوئی ایسی تدبیر ہونی چاہئے کہ شہباز پیرس نہ جاسکے۔ اور موسی ژوردان اُس سے ہاتھ اُٹھالے **مستعلی شاہ** یہ کام بڑا مشکل ہے اس میں ضرور ہے کہ موسی ژوردان کے سر کے ٹکڑے اُڑیں یا پیرس کے

یا شہباز بیگ پر کوئی جن مسلط کر دیا جائے جس سے اُس کی عقل جاتی رہے۔ (شہر بانو خانم) یہ میں نہیں چاہتی کہ شہباز بیگ پر کوئی جن مسلط کیا جائے تو جنوں کو حکم دے کہ وہ پیرس کو برباد کر دیں یا ستارہ مریخ کو حکم دے کہ وہ موسی ژوردواں کو مار ڈالے۔ لیکن شرف نسا خانم درمیان میں کہہ اُٹھتی ہے کہ موسی ژوردواں کو ہلاک نہ کیا جائے ایسا ہوا تو میں اپنے آپ کو ہلاک کر دوں گی بلا سے پیرس کی اینٹ سے اینٹ بج جائے۔ (شہر بانو خانم مستعلی شاہ سے مخاطب ہو کر) بابا درویش جنوں کو حکم دے کہ وہ پیرس کو برباد کر دے۔ (مستعلی شاہ) خان پری! ذرا باہر جاکر میرے شاگرد غلام علی شاہ سے کہو کہ میرا تھیلا جلد لے آئے (مستعلی شاہ) شہر بانو خانم سے کہتا ہے اس کی خبر شہباز بیگ اور حاتم خاں آقا کو نہیں ہونا چاہیئے ورنہ جادو کا کچھ اثر نہیں ہوگا۔ (اسی درمیان میں دروازہ کھلا غلام علی تھیلا لئے ہوئے مع خان پری کے داخل ہوتا ہے)۔ (مستعلی شاہ) غلام علی سے کہتا ہے کہ وہ لکڑی کے ٹکڑے نکالے جس سے روس کی شکلیں بنائی تھیں غلام علی رمز درویشی کے زبان میں کہتا ہے آپ کیا کرنا چاہتے ہیں (مستعلی شاہ) میں شہر پیرس کا نقشہ بنا کر جنوں کو حکم دوں گا کہ وہ لحظہ بھر میں پیرس کو تہ و بالا کر دیں (غلام علی) اس سے فائدہ؟ (مستعلی شاہ) سودا نہ باجا قلو ابھی اس خاتون سے اس کام کے لئے وصول

کروں گا۔ (غلام علی) میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟ (مستعلی شاہ) باجا قلو وصول کرنے کے بعد یہاں ٹھہرے گا۔ دس دن کی مہلت ہے۔ اس عرصہ میں کیا کوئی ایسا حادثہ نہیں پیدا ہوسکتا جس سے پیرس تباہ و برباد ہو جائے۔ مستعلی شاہ منتر پڑھنا شروع کرتا ہے۔ پھر ایک موٹا کپڑا اونچا کر کے دائرہ کھینچتا ہے۔ اور کہتا ہے یہ پیرس کا دائرہ ہے پھر لکڑی کے ٹکڑوں کو جوڑ کر دس بارہ چھوٹے بڑے مکانوں اور کمروں کی شکل دائرہ کے اندر بنا کر کہتا ہے۔ یہ پیرس کے عمارات اور مکانات ہیں۔ میں ابھی پیرس کو تباہ اور برباد کئے ڈالتا ہوں لیکن خانم میرے جنوں کو انعام ملنا چاہئے۔ میں زیادہ نہیں چاہتا صرف سو باجا قلو۔ شرف النسا خانم جلد صندوق سے سو باجا قلو نکال کر اس کو دیتی ہے مستعلی شاہ ان کو لے کر بغل میں دبا لیتا ہے پھر آستیں چڑھا کر ایک کتاب نکالتا ہے۔ اس کے ورق لوٹتا ہے۔ بعض صفحوں پر نقشے کھنچے ہوئے ہیں ان کو دیکھ کر سر اونچا کرتا ہے اور کہتا ہے عمل پورا ہوگیا۔ پیرس برج عقرب کے نیچے واقع ہوا ہے۔ خانم تم سب دل قوی رکھو۔ پھر ایک لکڑی ہاتھ میں لیتا ہے اور اپنی آنکھ کی پتلی الٹ کر ایک مہیب صورت بنا کر منتر پڑھتا ہے اور ایک خوفناک آواز سے دیووں کو حکم دیتا ہے کہ جس طرح میں اس نقشہ کے پرچے اڑاتا ہوں تم

پیرس کو تہ و بالا کردو۔ ایک قدم پیچھے ہٹ کر ایک لکڑی اُٹھاتا ہے اور اُن عمارتوں اور مکانوں کی ننگی شکلوں پر مارتا ہے جن کو اُس نے لکڑی کے ٹکڑوں سے بنایا تھا۔ جس سے وہ ٹکڑے تتر بتر ہو جاتے ہیں پھر ایک لحظہ کھڑا ہو کر شہر بانو خانم سے کہتا ہے۔ مبارک ہو پیرس برباد ہو گیا۔ اب تو آپ مجھسے خوش ہوئیں۔ (شہر بانو خانم) ہاں! بابا درویش میں بہت خوش ہوں۔ لیکن پیرس کے برباد ہونے کی خبر موسی ژوردان کے پاس جلد پہنچنا چاہیئے تاکہ وہ شہباز کو نہ لیجا سکے۔ اسی درمیان میں ایک دم اس زور سے دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آتی ہے کہ جیسے کوئی دروازہ توڑ رہا ہے۔ موسی ژوردان کی آواز آتی ہے۔ مستعلی شاہ جلدی سے لکڑی کے ٹکڑے جمع کر کے تھیلی میں بھر لیتا ہے اور کندھے پر ڈالکر پردہ کے پیچھے چھپ جاتا ہے۔ موسی ژوردان حاتم خاں آقا اور شہباز بیگ کو آواز دیتا ہے۔ شہر بانو خانم دروازہ کھولتی ہے۔ موسی ژوردان (ہانپتے ہوئے) حاتم خاں آقا۔ اور شہباز بیگ کہاں ہیں۔ شہر بانو خانم دونوں سو رہے ہیں۔ موسی ژوردان انھیں جلد جگاؤ۔ پیرس برباد ہو گیا۔ شور و غوغا بلند ہوتا ہے۔ حاتم خاں آقا اور شہباز بیگ بیدار ہو جاتے ہیں۔ گھبرائے ہوئے آکر موسی ژوردان سے پوچھتے ہیں خیر تو ہے۔ (موسی ژوردان) بخدا گھوڑے جلد منگوائیے۔ میں ابھی جاؤں گا۔ اب نہیں ٹھہر سکتا۔ پیرس

برباد ہوگیا۔ سلطنت فرانس میں انقلاب واقع ہوا۔ انگریزی سفیر جو تبریز میں رہتا ہے اُس نے میرے لئے آپ کے دیوان بیگی کو خط بھیجا ہے کہ ڈاک ابھی لندن جارہی ہے۔ وہ دریائے ارس کے کنارے پر میرا انتظار کر رہی ہے۔ حاتم خاں آقا حیران رہجاتا ہے شرف لنسا خانم تھرتھر کانپ رہی ہے اور اُس کی نظر اُس پردہ پر لگی ہوئی ہے جس کے پیچھے جادوگر درویش چھپا ہوا ہے شہر بانو خانم موسی ژوردان سے کہتی ہے آپ تو شہباز بیگ کو لیجا رہے تھے (موسی ژوردان) جواب میں کہتا ہے کہ خانم اس وقت تو مجھے ابھی بھی خبر نہیں ہے (موسی ژوردان) جلدی کیجئے جلدی کیجئے (حاتم خاں) شہباز آؤ چلکر دیکھیں کیا بات ہے؟ حاتم خاں اور شہباز جاتے ہیں۔ موسی ژوردان اُن کے پیچھے پیچھے جاتا ہے۔ اس کے بعد درویش مستعلی شاہ پردہ کے پیچھے سے نکلتا ہے۔ تھیلا کندھے پر ڈالے ہوئے بھاگ جاتا ہے (شہر بانو خانم) خان پری! جو کچھ ہوا تونے دیکھا (خان پری) میں تو آپ اسے پہلے ہی کہہ چکی تھی کہ اس کا جادو بڑا چلتا ہوا ہے۔ (شہر بانو خانم) پھر مرد کیوں کہتے ہیں کہ جادو پر یقین نہ کرو (خان پری) اگر مردوں میں بھی کچھ عقل ہوتی تو ہم ہر ایک قدم پر ہزاروں بار دھوکے نہ دے سکتے۔

شرف لنسا خانم (خاموش اور حیران ہو رہی ہے)۔

۱۵۔ اس سرگزشت کے لکھنے اور پڑھنے کے متعلق مرزا جعفر کی ہدایات

مقصود از تحریر فن تیاتر بیان ہیئت متکلّین ست بطور مکالمہ و اظہار بعضے صداہا ست کہ عین تکلّم بخلاف املار تحریری آن از دہن بیرون می آید از قبیل لفظ داسطہ اکہ واسہ و بردار (دردار) و باز (واز) وغیرہ گفتہ می شود پس کاتب این فن شریف ہرچہ ازین قبیل الفاظ رابین کتاب مراعات کند و صداہائیکہ ہرگز رسم نیست۔ در کتاب ہا بنویسد۔ جمیع آنہا را برشتہ تحریر بکشند۔ مطلوب تر خواہد شد مثل واہ۔ چہ۔ اَیہ۔ آخ۔ آخ و ہمچنیں ناقل باید بداند کہ این تمثیلات عبارت از وضع بیان و طرح تشبیہ گزارشی است کہ درمیان چند نفر اشخاص واقع شدہ است درین صورت لازم ست حالت ہریکے از شبیہ و متکلّم را در مکالمہ فرق و تمیز بدہد کہ مستمع مشتبہ نکند۔ سخنانیکہ در زیر اسم ہر تشبیہ نوشتہ می شود۔ مکالمۂ اوست۔

بعض جاہا کہ وضع مجلس بآن می شود و باہیہات متکلّم را در پہلوئے او می نویسد کہ بزانو میزند یا گریہ می کند و یا میخندد انہیا

دخلے تبکلّم ندارد۔ در طرز مکالمہ نباید خوانده بشود۔
وایضاً این تمثیلات را بطور قدیم و متعارف خواندن جائز نیست
هرچند کاتب در تحریر آن کاملاً مراعات نکرده بطور وضوح از عهده
برنیامده باشد۔ ناقل باید وقت خواندن و نقل نمودن درست ملاحظه کرده
بطرز گفتگو بخواند و مطالعه کنندگان نیز تا بمراتب فوق ملتفت
و متنقل نشود۔ اکثر جاها بنظرش مهمل و بے معنی خواهد آمد۔ باید در محل
تعجّب متعجّب جائے سوال سائل مکان خوف خائف۔ وقت
سکوت ساکت موقع خنده ضاحک۔ حالت بکا باکی حین تغیّر متغیّر
جائے مشفقت مشفق۔ هنگام هیبت۔ مهیب۔ درصورت استهزا
مستهزی۔ وقت فریاد داد۔ مکالمہ آهسته را آهسته۔ سخن پیران و
گفتگوئے ارمنی و فرنگی را به تلفّظ و تکلّم آنها ادا کند۔ باقی موقوف
به سلیقهٔ خود شماست۔

امید دارم بخواندن و مداومت این تمثیلات از قیود آن عیوب
مستخلص و برائے تحریر و تقریر ضروری از زحمت کثیر مستغنی شوند۔

سرگذشت موسیٰ ژوردان[1] حکیم نباتات

مستعلی شاہ مشہور بجادوگر

افراد اہل مجالس

موسیٰ ژوردان پارسی۔ حکیم[2] نباتات چہل سالہ۔
حاتم خاں آقا تکلہ مغانی۔ قراباغی بزرگ او[3] خود شصت و پنجسالہ
شرف نسار خانم۔ دختر بزرگ او شانزدہ سالہ۔
گلچہرہ۔ دختر کوچک دے نہ سالہ۔
شہربانو خانم۔ زنش چہل و پنج سالہ۔
شہباز بیگ۔ برادرزادہ و نامزد دختر بزرگِ حاتم خاں آقا بیست و دو سالہ
خان پری۔ دایۂ شرف نسار خانم چہل سالہ۔
درویش مستعلی شاہ عراقی۔ مشہور بجادوگر پنجاہ سالہ۔
غلام علی عراقی۔ شاگرد او سنی[3] سالہ۔

---

[1] ژوردان (GARDEN) کا مفرس ہے۔ باغ [2] حکیم نباتات علم نباتات کا جاننے والا۔ بوٹانیسٹ [3] اوبہ۔ بستی۔ گاؤں۔ وہ مقام جہاں خانہ بدوش قومیں گرمی یا سردی کا پورا موسم گزارنے کے واسطے خیمہ زن رہتی ہیں۔

مجلس اوّل

(در ولایت قراباغ[۱] در سال هزار و دویست و شصت و سه یکروز از عید نوروز[۲] گذشته در قشلاق[۳] تکله مغان[۴] واقع می شود۔ شرف لنسار خانم در اطاق[۵] دومی آهسته گریان کنان پشم[۶] شانه میزند۔ گلچہرہ پیش روی او بازی می کند)۔

گلچہرہ۔ آغا[۷] باجی[۸]! چرا گریه می کنی؟

شرف لنسار خانم۔ (دست اورا گرفته تکان[۹] داده) گم شو!

گلچہرہ۔ (باز شیطانی[۱۰] کرده دست بطرف او دراز می کند) آغا باجی! ترا بخدا! چرا گریه می کنی؟

شرف لنسار خانم۔ (باز زیر دستش[۱۱] زده)۔ نگفتم گم شو[۱۲] کار دستمت بگذار کارم را بکنم؟۔

گلچہرہ۔ توکه کار نمی کنی۔ همه اش را گریه می کنی۔ بگو به بینم! برای چه گریه می کنی؟ اگر نگفتی میروم ننم را صدا میکنم۔ ده بگو به بینم!

---

[۱] قراباغ روسی ترکستان میں ایرانی سرحد پر ایک شہر ہے ۱۲ [۲] عید نوروز [۳] قشلاق۔ (ترکی) وہ گرم مقام جہاں صحرا نشین قبیلے سردی کا موسم بسر کرتے ہیں [۴] تکله مغاں ترکستان کا ایک گرم مقام [۵] اطاق کمرہ [۶] پشم شانہ زدن اُون میں کنگھی کرنا ۱۲ [۷] آغا عورت کو تعظیماً کہتے ہیں ۱۲ [۸] باجی (ترکی) بہن ۱۲ [۹] تکان دادہ۔ جھٹک کر ۱۲ [۱۰] شیطانی شرارت۔ شوخی ۱۲ [۱۱] زیر دست زدہ۔ ہاتھ سے تھپک کر ۱۲ [۱۲] گم شو دفع ہو یہ گالی غصہ کے وقت بولتے ہیں۔

چرا گریه می کنی (چارقدش[51] را از سرش می کشد)۔

شرف لنسار خانم۔ (دلتنگ سخت تکانش میدهد) گم شو لکاتہ[52]! دست نمی کشد نمی گزارد کارم را بکنم۔

(گلچہرہ می افتد بعد بلند می شود گریہ کنان میدود پیش مادرش)

شرف لنسار خانم (تنہا) آخ لکاتہ! حالا میرود بمادرم خبر میدہد خدایا اگر بیاید بپرسد۔ چرا گریہ می کردی؟ چہ خواہم گفت آہ ہرگز نمی توانم بگویم؟ برائے چہ گریہ مے کردم بہترش این ست حاشا[53] بکنم بگویم کہ ہیچ گریہ نمی کردم۔

(چشمہایش را با دستمال[54] پاک می کند۔ دریں حال در باز شدہ شہربانو خانم داخل میشود)

شہربانو خانم۔ دختر! این بچہ را چرا تکان دادہ انداختہ؟

شرف لنسار خانم۔ بچہ[55] زیر گل برود! مگر آرام می گیرد؟ از صبح تا بحال نگذاشتہ دو چنگ[56] پشم شانہ بزنم شیطانی[57] میکند گاہ پشم برمیدارد گاہے چارقدم را می کشد۔ من ہم بجان[58] آمدم یکخوردہ[59] دورش انداختم۔ گریہ کنان دویدہ سر تو آمدہ[60] است۔

---

[51] چارقد عورتوں کے سر پر لپیٹنے کا رومال دوپٹہ [52] لکاتہ ایک ایرانی گالی۔ بےحیا بدذات عورت [53] حاشا بکنم۔ میں انکار کردوں [54] دستمال۔ رومال [55] بچہ زیر گل اتح یہ گالی ہے لڑکی قبر میں جاکر شاید نچلی بیٹھی۔ [56] چنگ۔ اون صاف کرنے کا کانٹا۔ [57] شیطانی می کند۔ شرارت کرتی ہے [58] بجان آمدہ مجبور ہوکر [59] یک خوردہ۔ ذراسا [60] سر تو آمدہ۔ تیرے پاس آئی ہے ۱۲

خون گم نشده است۔

گلچهره۔ (گریه کنان دستهایش را بچشمهایش میمالد) نه نه! والله دروغ می گوید۔ هیچ پشتم نمی زد۔ [۵۱]ہے گریه می کرد۔ گفتم گریه مکن! تکانم داده انداخت۔ [۵۲]پشتم بزمین خورد۔

شهربانو خانم۔ شرف النساء! گریه کردن چه چیز است؟ بتو چه شده است گریه بکنی۔ الحمد لله پدرت زنده۔ مادرت زنده نامزد[۵۳] قشنگ و خوب پیش رویت خوردنی زیاد۔ پوشیدنی فراوان ناخوشیت چه چیز است۔ دیگر گریه بکنی؟

شرف النساء خانم۔ نه نه! بخدا! گریه نمی کردم۔ [۵۴]نشکان از گلچهره می گیرد) اے زمین خورده! من کے گریه می کردم؟

گلچهره [۵۵]از نو ننم وائے را از سر می گیرد۔ بعد ازاں باز)۔

شرف النساء خانم۔ نه نه! بخدا گریه نمی کردم۔ الحمد لله! پدرم زنده۔ مادرم زنده۔ برائے چه دیگر گریه بکنم؟

شهربانو خانم (خنده کناں) چه ما نگفتی؟ دختر جاں؟ نامزدم پیش روم؟

---

۵۱ ہے گریه می کرد ہے کلمه استمرار فعل سے پہلے آتا ہے برابر رو رہی تھی۔ ۵۲ زمین خورد۔ زمیں پر گر پڑی ۵۳ نامزد قشنگ۔ منگیتر خوبصورت۔ ۵۴ نشکان۔ چٹکی۔ ۵۵ از نو ننم وائے الخ نئے سرے ننم وائے کرنا شروع کرتی ہے۔

شرف النساء خانم۔ نامزدم کیست؟

شہربانو خانم۔ چہ طور نامزدت کیست؟ مگر پسر عموت شہباز بیگ نامزد تو نیست؟ پدرت بیست روز بعد ازین بیاری خدا عروسی[51] برائے شما خواہد کرد کہ در تمام قراباغ[52] تعریفش را بکنند۔ پری روز بقربان بیگ تُرزوائی کاغذ می نوشت از چنگیان[53] شماخی[54] وعدہ گرفتہ برائے عروسی روانہ کند۔

شرف النساء خانم (میان انگشت شست[55] و انگشت[56] بزرگ لب زیرین را گرفتہ سرش را بلند کردہ) واہ ننم! چہ حرفہا میزند شہباز بیگ؟ دہ روز بعد ازین ازینجا میرود نمی دانم بابام تدارک[57] عروسی را برائے کہ می بیند؟

شہربانو خانم (متعجب) شہباز می رود؟ کجا می رود؟ ہمراہ کہ می رود چہ می گوئی؟ ترا بخدا! پیش[58] خود حرف مساز! حالا فہمیدم کہ راستی گریہ می کردہ۔ راستست دختر بچہ ہا بے عقل نمی شوند۔ اشک چشم شان تو[59] ے آستین شان است بگو بہ بینم

---

[51] عروسی۔ شادی۔ بیاہ [52] قراباغ۔ روسی ترکستان میں ایرانی سرحد پر ایک شہر ہے۔ [53] چنگی۔ چنگ ایک باجا۔ چنگ بجانے والے اور گانے والی عورتیں [54] شماخی۔ شماخ ایک مقام ہے۔ شماخ کی عورتیں چنگ بجانے میں مشہور ہیں [55] شست۔ کلمہ کی انگلی [56] انگشت۔ بزرگ انگوٹھا [57] تدارک عروسی۔ شادی کا سامان [58] پیش خود حرف مساز۔ اپنے دل سے باتیں نہ گڑھو [59] توے کلمہ ظرف بمعنی اندر۔

که گفته است؟ شهباز می رود۔

شرف النساء خانم (سرش را پائین[51] انداخته) خودش۔

شهربانو خانم۔ خوب! کجا می رود؟

شرف النساء خانم۔ چه می دانم؟ بفرنگ۔ بپاریس خدا نیست و نابود شان کند۔ انشاء اللہ زبانم[52] هم بر نمی گردد؟

شهربانو خانم۔ خوب! شهباز همراه که بپاریس[53] مے رود؟

شرف النساء خانم۔ با مهمان مان موسی ژوردان۔

شهربانو خانم۔ با آن فرنگی خس[54] و خاشاک درچین خودمان برائے چه؟ در فرنگ چه؟ داد و ستد دارد؟ مرده شود[55] پاریس مرده است۔

شرف النساء خانم۔ چه می دانم؟ بچۂ جاهل است۔

موسی ژوردان۔ عقلش[56] را دزدیده که در پاریس دختران[57] و عروسان[58] روباز[59] در مجالس نشست و برخاست می کنند

---

[51] سرش پائین انداخته۔ اپنا سر جھکا کر [52] زبانم هم بر نمی گردد۔ میرے کہنے کے خلاف نہیں ہوگا [53] پاریس۔ پیرس فرانس کا دارالخلافہ [54] خس و خاشاک درچین۔ گھاس پھوس چننے والا۔ یعنی حکیم نباتات [55] مرده شور۔ غسّال۔ مرده نہلانے والا۔ اصل میں مرده شو ہے۔ عوام مرده شور بولتے ہیں [56] عقلش را دزدیده۔ اُس کو بے وقوف بنایا ہے۔ [57] دختر۔ کنواری لڑکی [58] عروس۔ بیاہی لڑکی۔ [59] روباز۔ منہ کھلی۔

چیزہائے دیگر ہم بسیار گفتہ است - آنہم جنون[۵۱] بسرش زود دیوانہ شدہ می گوید - باید یک دفعہ بروم - پاریس را ببینم اوّل از عموم رخصت می خواہم - اگر نگذارد شب سوار می شوم میجہم - آن سمتِ ارس[۵۲] موسی ژوردان را پیدا[۵۳] کردہ باہم رفتہ - تماشائے پاریس را خواہم کرد -

شہر بانو خانم (جورابے کہ دستش می بافت انداختہ رو بدختر کوچک می نماید) دختر گلچہرہ! برو شہباز را ازان اطاق صدا کن بیاید! بہ بنیم این چہ حرفے است - (گلچہرہ می رود) گفتم -

خانم خان آقا! مرد! عروسی این بچہ ہا را زود تر انجام بدہ! خلاص کن من از شہباز می ترسم - روزے ہزار خیال می کند - نشنید - پشتِ[۵۴] گوش انداخت آخر ہمچو شد؟

(درین حال در باز شدہ شہباز بیگ اندرون مے آید)

شہباز بیگ - زنِ عمّو! خیر باشد! چہ خبر است؟

شہر بانو خانم - (روئے[۵۵] درہم کشیدہ) شہباز! ہمچو می شنوم - بفرنگ بپاریس می روی - این چہ حرف است؟

شہباز بیگ - (نیمخند) اگر بروم چہ می شود زن عمو؟ میروم

---

۵۱ جنون بسرش زدہ - مجنوں ہو کر ۵۲ ارس - روسی ترکستان میں ایک دریا ہے ۵۳ پیدا کردہ - تلاش کر کے ۵۴ پشت گوش انداختن - توجہ نکرنا ۵۵ روئے درہم کشیدہ - منہ بنا کر -

باز بر می گردم - برائے شرف النسا ہم از گجک[۵۱] کہ دختران فرنگ
بسر شان می زنند - سوغات[۵۲] می آورم -

شرف النساء خانم - گجک ہائے کہ دختران فرنگ بسر
می کنند - برائے من لازم نیست - پاریس کہ رفتی بجز ے سر آنہا
بکن کہ از قراباغ بعشق آنہا ہوا برداشتہ پرواز می کنی ؟

شہر بانو خانم - خوب می گوید - گجکہائیکہ میخری سر دختران
فرنگ بزن ؟ بشرف النساء لازم نیست - خوب ! بگو بہ بنیم
تو سرخودی[۵۳] یا جائے پدرت بندگی داری ؟

شہباز بیگ - البتہ از عموم اذن بگیرم کہ نمی روم
موسی ژوردان خودش از او رخصتم را خواہد گرفت -

شہر بانو خانم (خشمناک) بسیار خوب ! تو از راہ در رفتہ[۵۴]
خودت را گم کردہ - برو ! من در این ساعت حاتم خان آقا را
صدا می کنم - ببہ بنیم موسی ژوردان چکارہ[۵۵] است برادر زادہ اورا فریفتہ
پاریس می برد واللہ کارے بسرش می آرم - راہ آمد و شدش را
گم کردہ پاریس را ہم فراموش کند - بسیار خوب ! تو برو ! من
حالا حاتم خاں آقا را صدا کنم بہ بنیم بیست روز بعروسی تو

---

۵۱ گجک - وہ پریا کانٹا جو فرنگی عورتیں اپنے سروں میں لگاتی ہیں ۵۲ سوغات
تحفہ ۵۳ سرخودی - تو مختار ہے ۵۴ تو از راہ در رفتہ تو گمراہ ہوگیا ہے ۵۵
چہ کارہ است ؟ کیا حقیقت ہے -

مانده چه طور بپاریس میروی۔

شهباز بیگ۔ چه طور بیست روز بعروسی من مانده است؟ من هنوز طفلم۔ نخواهمش خود باین زودی زن نخواهم برد و عروسی نخواهم کرد۔ مگر زور[۵۱] باشد؟

شهربانو خانم۔ (فریاد کنان) بلے که زور است۔ البتّه! اگر شرف النساء بچه نمی شد دو سال پیش ازین می بایست عروسی تو شده باشد۔ مثل شما جوانان جاهل از زن نبودن همه براه بدی افتند پئے دزدی و دلگی[۵۲] می روند۔

شهباز بیگ۔ آدم از گرسنگی و برهنگی پے دزدی و دلگی می رود۔ الحمد للّٰه من کم و کسرے[۵۳] ندارم۔

شهربانو خانم۔ (بریشخند[۵۴]) به بینی کدام گداها دزد شدند راه زدند ترا بخدا! بغفلت ننار! بروپے کارت! تو بکلّی از راه در رفته (شهباز سرش را پائین انداخته می رود) مگر حاتم خان آقا و شهربانو خانم مرده اند؟ یک مرد که فرنگی شهباز را از راه در برده[۵۵] پاریس ببرد؟ دختر شرف النساء! فراموش کردم۔ بگو به بینم آن خس و خاشاک در چین شهباز را بچه[۵۶] زبان ها تابیده

---

۵۱ مگر زور باشد؟ کیا زبردستی ہے؟ ۵۲ دلگی۔ بدمعاشی۔ چوری۔ گنڈاپن ۵۳ کم وکسرے ندارم۔ میں گیا گذرا نہیں ہوں محتاج فقیر نہیں ہوں ۵۴ ریشخند۔ تمسخر۔ ۵۵ از راه در برده۔ بہکا کر ۵۶ بچه زبان ها تابیده۔ کن باتوں سے بہکایا ہے۔ کیا دم پٹی پڑھائی ہے۔

بپاریس می برد؟

شرف النساء خانم - چه می دانم چه گفته است؟ گفته است در پاریس دختران و عروسان خوش گل[۵۱] در مجالس میان مردم روباز می روند۔

شهربانو خانم - دیگر چه حرف زده؟۔

شرف النساء خانم - من چه می دانم؟ گفته است! پسرها با دخترها و عروسها در یکجا بازی می کنند۔ می گویند۔ می خندند۔

شهربانو خانم - (دلتنگ) واه! اینکه همان حرف اوّلی[۵۲] است غیر ازین چه حرف زده است؟

شرف النساء خانم - حرفِ دیگر خیلے زد۔ آنها خاطرم نماند۔ هم این یکے خاطرم مانده بود۔ من چه می دانم؟

شهربانو خانم (خشمناک) الله اکبر[۵۳]! دختر! آخر من چه طور بحاتم خان آقا بلویم که پسر برادرت شهبانه بیگ در قراباغ جائے خود نشسته پاسوز[۵۴] دختران پاریس شده بااتفاق[۵۵] موسی زوردان می رود دختر شانزده ساله است۔ شرف النساء خانم ازینجا به آنجا بدختران و عروسان پاریس حسد برده هنوز نه گسے میرود نه کسے می آید۔ اشکِ چشمش را مثلِ سیل

---

۵۱ خوش گل - خوبصورت ۵۲ حرف اوّلی - پہلی بات ۵۳ الله اکبر - اظہار غصہ کے وقت بولتے ہیں ۵۴ پاسوز - عاشق - فریفتہ ۵۵ بالاتفاق - ہمراہی میں -

جاری کردہ عزا گرفتہ[۵۱] است۔

شرف النساء خانم (از جا برخاست) واہ خدا خاک بسرم زنکہ چہ حرفہا میزنند زمین زیر پایم لرزید۔ برخیزم فرار کنم (زود از اطاق بیرون آمدہ میرود)۔

شہربانو خانم (رو بدختر کوچک کردہ) **گلچہرہ**! بابات پشت خانہ با چوپانان[۵۲] حرف میزند۔ برو بگو زود اینجا بیاید! کار واجبی[۵۳] ہست (گلچہرہ می رود) این فرنگیہا چہ قدر مردمانِ ناشکر و نمک نشناس[۵۴] می شوند۔ ہیچ نیکی نمی فہمند۔ من بے عقل باز ہر روز غذائے[۵۵] سر نہارِ موسیٔ ژوردان کردہ[۵۶] باید باشد۔ سرشیر[۵۷] باید باشد۔ سرشام[۵۸] پلو (پلاؤ) باید باشد۔ قورمہ باید باشد ولایت خودش کہ میرود نگوید۔ زنان ایلات[۵۹] قراباغ بے معرفت[۶۰] می شوند حرمت مہمان را نمی توانند بجا بیاورند۔ وہ بیا! بعد ازین ہمردم خوبی بکن! تمام خوبی ہام بباد رفت۔

(درین حال در باز شدہ حاتم خاں آقا داخل می شود)

حاتم خان آقا۔ خیر باشد خانم! چہ شدہ است کہ مرا

---

۵۱ عزا گرفتہ است۔ سوگوار بن رہی ہے۔ رنج کر رہی ہے ۵۲ چوپان۔ سائیس جانوروں کی خدمت کرنے والا ۵۳ کار واجبی۔ ضروری کام ۵۴ نمک نشناس۔ نمک حرام۔ بیوفا۔ ۵۵ غذاے سر نہار۔ صبح کا کھانا ۵۶ کرہ۔ مکھن ۵۷ سرشیر۔ بالائی ۵۸ سرشام۔ رات کے کھانے میں ۵۹ ایلات۔ ایل کی جمع قبیلہ ۶۰ بے معرفت۔ جاہل۔

باچو تعجیل خواسته؟

شهربانو خانم ۔ (ترش رو) چه می خواستی بشود؟ بیا ببین آن خس و خاشاک در چین بخورد و بخواب مهمان عزیزت می گویند برادر زاده ترا از راه در برده همراه خود بپاریس می برد۔

حاتم خان آقا ۔ چه طور موسی ژوردان شهباز را بپاریس می برد؟ که می گفت؟

شهربانو خانم ۔ من می گویم ۔ شهباز خودش بشرف نسار گفته است ۔

حاتم خان آقا (با قهقهه غیر طبعی[۵۱]) خاخا خاخا! شهباز میداند که دل دخترت نازک است ۔ با او شوخی کرده[۵۲] ۔ یقین که شرف نسای هم ازین حرفها پریشان است ۔ خاخا خا! مادر و دختر دوتا پول[۵۳] عقل ندارید ۔ بهر حرف مفت[۵۴] از جادر می روید[۵۵] ۔

شهربانو خانم (فریاد کنان) تو همیشه همه چیز را سهل می پنداری[۵۶] بچه جاهل ست شاید آن فرنگی پاره حرفها زده عقلش را دزدیده باشد ۔ خون نمی شود! ۔ مردی هر دو تا را صدا کنی پرسی به بینی که این چه حرفے است ۔

---

۵۱ قهقهه غیر طبعی ۔ بناوٹی ہنسی ۵۲ شوخی کرده ۔ مذاق کیا ہے ۵۳ پول پیسه ۔ ۵۴ حرف مفت ۔ فضول بات ۵۵ از جادر رفتن ۔ آپے سے باہر ہو جانا ۵۶ سهل پنداشتن ۔ پروا نہ کرنا ۔ آسان سمجھنا ۔

حاتم خان آقا۔ خیلے خوب! ضعیفہ! برائے خدا داد نکن! آلان[51] صدا می کنم پیش خود رفت۔ جویا می شوم۔ حوصلہ[52] ات تنگ نشود!

پردہ می اُفتد

مجلس دوئم

دور ہماں روز در اطاقِ اوّلی واقع می شود۔ اطاق باگلیم[53] و غالی[54] پاکیزہ فرش شدہ۔ از یک طرف جوالہائے[55] آرد چیدہ در طرف خیگہائے[56] روغن و مفرش[57] ہائے پشم گزاشتہ حاتم خان آقا در صدرِ اطاق روئے[58] فرش نشستہ زنش شہربانو خانم پہلوئے راستِ شوہرش یشماق[59] بستہ چارقد سفید بسر انداختہ یک زانو نشستہ است و در مقابل حاتم خان آقا پسر برادرش شہباز بیگ تکیہ بدستۂ خنجر نمودہ منتظر است۔ ببیند عموش چہ خواہد گفت۔ دور روے یکے از مفرشہا کہ پشم دارد یک قالیچہ انداختہ شدہ است۔ پہلوئے راست شہباز بیگ گزاردہ اند۔ موسی ژوردان در لباسِ فرنگی پاروئے[60] پا انداختہ سر برہنہ سیگارے دست

---

[51] آلان۔ ابھی [52] حوصلہ ات تنگ نشود۔ بے اوسان نہو۔ گھبراؤ نہیں [53] گلیم کمبل [54] غالی۔ غالیچہ [55] جوال گٹھری بوری [56] خیک مشک۔ کپّہ [57] مفرش فرش۔ [58] روے فرش۔ فرش پر [59] یشماق۔ سر پہ باندھنے کا رومال [60] پا روے پا انداختہ۔ پاؤں پر پاؤں رکھکر۔ التی پالتی مار کر۔

گرفته سوزانیده می کشند - دختر بزرگش شرف النسار پیش از اینها خلوتی[۵۱] آمده رفته در پشتِ گلیم[۵۲] گودک که در جلو[۵۳] بارہا[۵۴] آویزان است کمین[۵۵] کرده تا به بیند چه گفتگو خواهند کرد - دریں حال)۔

حاتم خان آقا (رو بموسی ژوردان کرده) حکیم صاحب! شنیده ام شہباز مارا بفرنگستان می برید - چه کیفیتے است ؟

موسی ژوردان ۔ بلے حاتم خان آقا! خودم می خواستم این را بشما بگویم - حیف است مثل شہباز بیگ جوان زیرک و صاحب[۵۶] سواد زبان فرنگ ندانید - من تعهد[۵۷] می کنم اورا پاریس برده زبان فرنگی یاد[۵۸] داده راهش میاندازم[۵۹] - چونکه باآن زبان خیلے شوق دارد زود یاد میگرد حال از مجالست وهمنشینی من پارهٔ کلمات را حفظ کرده است -

حاتم خان آقا - (رو بشہباز بیگ می کند) شہباز بیگ ؟ راست است می خواهی پاریس بروی ؟

شہباز بیگ - بلے عمو! باذن شما باموسی ژوردان می روم پس از آن خودم برمی گردم می آیم -

حاتم خان آقا - برائے چه بجم -

---

[۵۱] خلوتے آمده چپکے سے آکر [۵۲] گلیم گودک - اونی کمبل کا پرده [۵۳] جلو - سامنے [۵۴] بارہ اسباب - سامان [۵۵] کمیں کرده - گھات لگائے ہوئے [۵۶] صاحب سواد - پڑھا لکھا - [۵۷] تعهد میکنم - ذمہ لیتا ہوں [۵۸] یاد داده - سکھا کر [۵۹] راه انداختن - کسی راستے پر ڈال دینا -

شهباز بیگ ۔ برائے آموختن زبان فرنگ عمو!
حاتم خان آقا ۔ زبانِ فرنگی بچہ دردِ[۵۱] تو می خورد؟ عزیزم
برائے شما زبان ہائے عرب و فارس و ترک و روس لازم است
الحمد للہ در مدرس ہائیکہ از شفقت دولت علیہ خود مان باز
شدہ است ۔ ہمہ را خواندہ و آموختہ ۔
شہباز بیگ ۔ عمو زبان فرنگ بمن بسیار لازم است ۔
پارسال کہ مرا بجہتہ اذن نہر کندن تبفلیس فرستادید ۔ تاروردی
بیگ پسر اللہ وردی بیگ برائے این کہ دروُرشو[۵۲] زبان فرنگ
آموختہ بود در مجالس از من زیادتر احترامش می کردند باوجود
اینکہ غیر از فرنگی و ترکی زبان دیگر نمی دانست ۔
حاتم خان آقا ۔ فرزند! تو ہنوز بچۂ اینہا ہمہ حرف
مفت[۵۳] است از برائے انسان عقل لازم است برائے
یک زبان زیادتر دانستن عقل بیشتر نمی شود ۔ آدم باید
بہر زبانی کہ دارد فی الجملہ فہیم و از رسوم و عادات اہل زمانہ
مطلع باشد کار[۵۴] خودش را پیش ببرد ۔
شہباز بیگ ۔ یکے از اہلِ زمانہ ہم مردمان پاریس است

---

۵۱ بچہ درد تو می خورد ۔ تیرے کس کام آئے گی ۔ تجھے کیا فائدہ دے گی ۔ ۵۲
درشو دار سا روس میں ایک شہر ہے ۵۳ حرف مفت ۔ فضول بات ۵۴ کار خود پیش
بردن ۔ اپنا کام چلانا ۔

بحرف خود شما رسوم آنها را خبر باید دانست۔

حاتم خان آقا۔ چه عیب[1] دارد؟ میل[2] داری رسوم آنها را هم یاد بگیر!

شهباز بیگ۔ درین صورت اگر پاریس نروم۔ رسوم آنها را چه طور بگیرم؟

حاتم خان آقا۔ خیلے آسان است۔ چنانچه من خودم غیر از قراباغ جائے نرفته ام محض دیدن موسی ژوردان و شنیدن اختلاط[3] هائے او همه رسوم آنها را بلدم[4]۔

شهباز بیگ۔ قبول ندارم عموا! شما چه طور از رسوم اهل پاریس خبر دارید؟

حاتم خان آقا۔ در یک ساعت من بشما حالی[5] می کنم بچهم برائے من یقین حاصل شده هر رسمے که داریم رفتار اهل پاریس برخلاف آنست۔ مثلاً ما دستها را حنا[6] می بندیم فرنگیها نمی بندند۔ ما سرها را می تراشیم۔ آنها نمی تراشند۔ ما با کلاه می نشینم آنها سر برهنه می نشینند۔ ما کفش[7] پا می کنیم

---

[1] چه عیب دارد۔ کیا برائی ہے؟ کیا مضائقہ ہے؟ [2] میل داری۔ تجھکو شوق ہے
[3] اختلاط۔ بات چیت [4] بلد۔ واقف [5] حالی می کنم۔ مطلع کردوں گا [6] حنا
می بندیم مہندی لگاتے ہیں [7] پا می کنیم پاؤں میں پہنتے ہیں۔

اینان چکمه[۵۱] - ما با دست غذا می خوریم آنان با قاشق[۵۲] - اینجا آشکار پیشکش[۵۳] می گیریم آنجا پنهان می گیرند - ما بهمه چیز باور می کنیم آنها بهیچ چیز معتقد نمی شوند - زنان ما لباس کوتاه می پوشند میان ما زن زیاد گرفتن عادت است در پاریس شوهر زیاد کردن -

شهباز بیگ - عمو! این را حالی[۵۴] نشدم -

حاتم خان آقا - چرا حالی نشدی؟ فرزند! بسیار زن بردن عبارت از آن است که یک مرد بیک زن اکتفا نکند و بسیار شوهر کردن هم عبارت است از آنکه یک زن بیک مرد اکتفا نکند - عبارت اولی میانِ ماهست - دومی در پاریس است بنابر کتابهائیکه موسی ژوردان این زمستان در از مضمون آنها را متصل[۵۵] برای ما حکایت می کرد - باقی چیزها را ازین دو فرض کن! از نیت[۵۶] بی فائده پاریس رفتن بیفت!

موسی ژوردان (ریشخند کنان) خا خا خا! حاتم خان آقا! تعجب می کنم مثل شما مردِ کهن سال مطلع از قواعد منطقیه با این همه عقل و فراست چرا تا این زمان در یکی ازین مشورت[۵۷] خانها بسلک ارکان مشورت داخل نشده اید - اگرچه با قاعده که شما

---

۵۱ چکمه (ترکی)، بمعنی موزہ فل بوٹ کے معنی میں آتا ہے ۵۲ قاشق - چمچہ ۵۳ پیشکش نذر - رشوت ۵۴ حالی نشدم - مجھے اس کی خبر نہیں ۵۵ متصل - برابر ۵۶ از نیت افتادن - کسی کام کا ارادہ چھوڑ دینا ۵۷ مشورت خانہ کونسل - مجلس قانونی -

تقریر می کنید ایراد[۱] نمی توانم بگیرم لیکن اگر رخصت میدہید من ہم می خواہم چند کلمہ عرض کنم۔

حاتم خان آقا۔ بفرمائید حکیم صاحب! شما ہرچہ بگوید خوش است۔

موسی ژوروان۔ (باوقار[۲]) حاتم خان آقا! قصد من این بود کہ شہباز بیگ را پاریس بردہ اولاً خودم متوجّہ تربیّت او شدہ زبان علوم فرنگ بقدر مقدور بوے تعلیم کنم۔ ثانیاً اورا بدولت خود مان شناسانیدہ[۳] در عوض نیکی و زحمتہائیکہ اینجا درحق من کشیدہ اید از دولت[۴] بخششی[۵] گرفتہ باز بگردانم زیرا کہ من از علماء و حکمائے دارالعلم تحت حمایت خاصۂ دولت و از مقربان و معتمدان اعلیٰ حضرتم۔ امّا چون از تقریر شما مشخّص[۶] شد۔ کہ منکر فواید سفر اید بنابر آن برمن لازم می شود کہ فواید سفر را موافق واقع بامثل بشما حالے کنم۔ اگر مثلاً من بقراباغ نمی آمدم۔ (دستش را بجیب خود دراز کردہ دفترے[۷] در آوردہ باز نمودہ چند تا علفے[۸] کہ باسلیقہ چیدہ شدہ بود نشان میدہد[۹]) اگر من بقراباغ نمی آمدم کہ میدانست در ییلاق[۱۰] ہاے قراباغ این علفہا موجود

---

[۱] ایراد گرفتن۔ اعتراض کرنا [۲] سرباوقار۔ سنجیدگی کے ساتھ [۳] شناسانیدہ۔ تعارف کرا کے۔ سفارش کر کے [۴] دولت۔ گورنمنٹ۔ حکومت [۵] بخشش۔ انعام [۶] مشخّص شدن۔ تحقیق ہونا [۷] دفتر۔ بہت سے کاغذ [۸] علف۔ بوٹی۔ گھاس پات۔ [۹] نشان می دہد۔ بتاتا ہے [۱۰] ییلاق۔ ٹھنڈا مقام۔

است؟ پیشتر ازین اطبّا و حکمائے ما جناب لینہ[۱] و تور نفورت و بار ترام چنین گمان کردہ اند۔ کہ این نباتات ہمین در کوہ ہائے آلپ و در امریکہ و افریقہ و کوہ ہاے شوی ساریا[۲] می باشد۔ امّا حال من بسبب آمدن اینجا بدارالعلم پاریس اثبات خواہم کرد کہ حکمائے مذکور یا لکلیہ سہو کردہ اند۔ این نباتات در کوہ ہائے قراباغ بکثرت موجود است و ماہیّت این نباتات را تحقیق و خواصش را بتجربہ مشخّص کردہ در این خصوص بجہتہ استحضار[۳] اطبّا تصنیف جدید در عالم مشہور خواہم نمود مثلاً این علف کہ می بینید بزبان لاتین[۴] اسمش (با دست بسوئے علفی اشارہ کردہ) آقا نترس است بتجربۂ من بدردِ دل بسیار فایدہ دارد۔ جناب لینہ این را در درجۂ سیّم فرض می کند و جناب تور نفورت در درجۂ چہارم فرض می کند۔ امّا من در درجۂ دوئم فرض خواہم کرد و اسم این علف بلاتین سراسترا دم آپینم است۔ دردِ چشم را نہایت منفعت دارد۔ جناب لینہ در درجۂ ہفتم فرض می کند و جناب تور نفورت در درجۂ ششم۔ امّا من در درجۂ دہم فرض خواہم کرد۔ اسم این گیاہ بلاتینی کا ملینا آفریکنا است بہ علاج دردِ دندان منحصر است بان۔ جناب

---

[۱] لینہ۔ تور نفورت۔ بار ترام فرینچ ڈاکٹروں کے نام ہیں جو علم نباتات کے ماہر تھے۔
[۲] شوی ساریا۔ سوئزرلینڈ [۳] استحضار۔ علم۔ واقفیت [۴] لاتین۔ لاطینی۔

لینه در درجهٔ پنجم و جناب تور نفورت در درجه سیم فرض می کنند- ولے من در درجه هشت فرض خواهم کرد اسم این علف بلاطینی اقوم برا توم است تا این زمان در اروپا[۱] هرگز مشهور نبود- از نباتات امریکه میدانند- حال من خیلے مسرورم که آنرا در کوه هائے قراباغ جسته ام که برائے سرما خورده[۲] در نهایت نافع است- جناب لینه در درجهٔ ششم و جناب تور نفورت در درجهٔ پنجم فرض می کنند- امّا من در درجهٔ چهارم فرض خواهم کرد- و ماهیت و خواص همه نباتاتیکه پیدا کرده ام ازین قرار نوشته بعالم معلوم خواهم نمود- و اسم و رسم من ازین جهت از اسم و رسم غورغ[۳] قلیفور و حامئے[۴] جناب لینه ارفع و اجل بوده خدمت نمایانم برائے علوم از خدمت مجمع علمائے زرمانیا[۵] که در تجسّس و پیدا کردن- ناخوشئے کارتوفل (سیب زمینی[۶]) بوطن خود بایشان نمودند اعلی و افضل خواهد شد)-

حاتم خان آقا- حکیم صاحب والله! هیچ نه فهمیدم چه گفتی- قلیفورد کیست؟ لینه کدامست؟ تور نفورت چه کسے است؟ چرا آنها زحمت کشیده بعلف درجه قرار داده اند؟ زرمانی چیست؟ کارتوفل که بود؟ چرا مریض شده و چه بزرگ

---

[۱] اروپا- یورپ [۲] سرما خورده- وہ جس کو سردی لگ جائے [۳] غورغ- جارج کا مفرس ہے [۴] حامی حمایت یا اتفاق کرنے والا [۵] زرمانیا- جرمنی [۶] سیب زمینی- آلو-

شخصے بوده است که وطن باین مرتبه باعتدالِ مزاج و طول عمرِ او طالب است؟ (اہل مجلس کمی سکوت کرده موسی ژوروان خندیده) حکیم صاحب! گویا شہباز را ہم میخواہید ہبربید - ازین معمہ باد بیاموزید۔
موسی ژوروان - حاتم خان آقا! ببخشید! راست می فرمائید الحال فہمیدم که برائے شما چه قسم مثل باید آورد - مثلاً یک ماه پیش ازین از جائے دُور دست[51] قراباغ آدم خوش بختے که اسمش را فراموش کرده ام زیر پایش اسب کہیلانی[52] آمده مہمان شما شد - اگر بقراباغ نمی آمد این قدر دولت را از کجا بدست می آورد۔
حاتم خان آقا - حکیم صاحب! ببین این حرف چه قدر آشکار است! راست می فرمائید - اگر او بقراباغ نمی آمد ہرگز بآن دولت نمی رسید۔
شہباز بیگ - عموجان! قربان سرت! ہمچو که ہر دو بفائده سفر اقرار آوردید اگر خوش بختے[53] مرا میخواہید مرخصم بفرمائید با موسی ژوروان بروم - ہرگز ہمچو فرصتے[54] بدست نمی افتد۔
حاتم خان آقا (قدرے فکر کرده) شہباز تا کے می تواند پاریس برود بر گردد حکیم صاحب؟

---

[51] دُور دست - دور دراز [52] اسب کہیلانی - کمیت گھوڑا [53] خوش بختی - خوش نصیبی
[54] فرصتے - ایسا موقع۔

موسی ژوردان - رفتن و برگشتنش یک سال زیاده تر نمی کشد-
چون فائده که از رفتن او منظور است - عمده آموختن زبان
فرنگست کمتر از یک سال بماند بالکلیه دست نمی دہد-
حاتم خان آقا - (رو بزنش کرده) ضعیفه! دیگر چه بکنیم؟ بگذار
برود! کلاهت[1] را بگردانی سال می آید - بیگذارد جوانست
دلش میخواهد برود پاریس را ببیند - حکیم صاحب مرد خوبے
است - در حضور او کسب معرفت می کند - نیک و بد را
می بیند از دولت بخشش می گیرد - سرِ سال[2] در قراباغ حاضر
می شود - ماهم مشغول تدارک عروسیٔ او می شویم وقتے که
آمد انجام می دہیم -
شهربانو خانم - (داد و فریاد کنان از جا برخاسته) مرد! خیالت
کجاست؟ چه میگوئی؟ نه پاریس رفتن اورا میخواهیم نه کسب
معرفت کردنش را و نه از دولتِ فرنگ بخشش گرفتنش را
اینها همه بهانه است - شهباز میخواهد پاریس برود با دختران
و عروسانیکه در انجمن ها میانِ مردم روباز می گردند خوشگذرانی[3]
بکند بگوید بخندد والسلام -

---

[1] کلاهت را بگردانی سال می آید - ایرانی مثل ہے ٹوپی گھمانے میں سال گزرتا ہے - ہندوستان میں کہتے ہیں آنکھ بند کرنے میں سال گزرتا ہے [2] سر سال - سال کے آغاز میں [3] خوش گزرانی بکند - مزے اڑائے -

حاتم خان آقا۔ (تنگ آمده) ضعیفه! برائے خدا داد[۵۱] مکن
بس است! دیگر چه بکنم؟ می توانی نگذار برود! اگر باور را بقفس
بیتوان کرد اگر مرغے که در آسمان می پرد می توان از پریدن
باز داشت شهباز را هم بازور می شود نگاه داشت رخصت
ندهم می جهد بگرده[۵۲] اسپ خودی آن طرف ارس می رساند۔
بعدازان از کجا پیدایش کنم مگر اورا نمی شناسی که چه قدر لجوج[۵۳] است۔

شهر بانو خانم۔ (دیگر بلند تر داد کرده) من از او هم لجوج ترام
نمی گزارم! اگر شهباز را گذاشتم پاریس برود این لجاک[۵۴] بچه
چنگیها[۵۵] باشند (دستش را دراز می کند۔ بسوئے چار قدش)۔

شهباز بیگ۔ (بخاطر جمعی خنده کنان) الله اکبر! زن عموم
نمی دانم بکدام قراولها[۵۶] مرا دوستاق[۵۷] خواهد کرد۔

شهر بانو خانم۔ (فریاد کنان) خواهی دید می توانم بکنم یا نه۔
اگر من نتوانستم بکنم۔ تو هر چه می توانی بکن!

حاتم خان آقا۔ کار زنها خطا است[۵۸]۔

(موسیٰ ژوردان تعجب می کند و شهباز بیگ متغیر[۵۹] و ساکت می ماند)

پرده می افتد

---

[۵۱] داد مکن۔ چلاّ نہیں۔ [۵۲] گردهٔ اسپ۔ گھوڑے کی پشت [۵۳] لجوج۔ ضدی [۵۴] لجک۔ سر کا دوپٹہ [۵۵] چنگی۔ چنگ بجانے والا۔ یہ لوگ چنگ بجاکر بھیک مانگتے ہیں۔ [۵۶] قراول۔ پولیسمین۔ پولیس کا سپاہی [۵۷] دوستاق کردن قید کرنا [۵۸] کار زنها خطاست۔ عورتوں کے کام غلط ہوتے ہیں یہ مثل ہے [۵۹] متغیر۔ شرمندہ۔ حیران۔

مجلس سیّم

بازور ہمانجا واقع می شود۔ شہر بانو خانم توے خانہ نشستہ شرف النساء خانم ہم در گوشۂ پشم شانہ می کند درین حال در باز شدہ خان پری دایہ شرف النساء خانم اندرون می آید۔

خان پری - سلام علیک۔

شہر بانو خانم - الیک[۵۱] سلام! خان پری! فہمیدی چہ شُد (شرف لنساء خانم گوش می دہد)[۵۲] ہمچو شد کہ شہباز می رود۔ پاریس حال ترا برائے آن خواستم کہ اگر چارہ داری بکنی۔ خودت مے دانی۔ حاتم خان آقا مرد دہن بین[۵۳] است اوّل خوب حرف زد۔ امّا آخر سست شد از بعضے سخنان بے پایۂ[۵۴] موسی ژوردان و شہباز فریب خورد۔ امّا من یا باید بمیرم یا نگذارم شہباز پاریس برود۔ راستی[۵۵] اشک چشم شرف النساء را نمی توانم بہ بینم ہرگز خدا راضی می شود و شہباز برود۔ پاریس پئے خوش گذرانی بچہ پانزدہ سالۂ گل رخسارہ ام آہ بکشد۔ از دیدہ خون بریزد۔ ہمچو ابریشم زرد شود و مثل

---

۵۱ الیک سلام عورتیں بجائے علیک سلام کے بولتی ہیں ۵۲ گوش می دہد۔ کان لگاتی ہے۔ غور سے سنتی ہے ۵۳ دہن بیں منہ دیکھے کی باتیں کرنے والا۔ ابن الوقت ۵۴ بے پایہ۔ بے بنیاد ۵۵ راستی سچ تو یہ ہے۔

نخ باریک[۵۲] پرسید۔

خان پری۔ خانم! چارہ آنست کہ آن وقت بشما گفتم۔ چہ لازم است از حاتم خان آقا یا از دیگرے منت[۵۳] بکشی؟ بفرست در ہمسایگی از دہ آغچہ[۵۴] بدیع درویش مستعلی شاہ را کہ از قزلباش آمدہ است بیاورند ہرطورے کہ دلخواہ خود تست این کار را صورت بدہد۔ من در جادوئے او یک قدرتے دیدہ ام کہ اگر بخواہد دریک ساعت مرا از پیرہ شوہرم جدا می سازد۔

شہر بانو خانم۔ خان پری! من ہم قوّت جادوے اورا شنیدہ ام اما چون کار کار مشکلے است باز تشکیک[۵۵] دارم۔ ہیچ از آن کارہائے کہ کردہ است میدانی بگوئی؟ بہ بینم دزست و دل گرم[۵۶] می شوم

خان پری۔ خانم! اسلمی نازنن کریم کہ کد خدائے[۵۷] آغچہ بدیع را او طلاق گرفتہ بعاشقش نداد! دختر مرد کہ صفدر علی مغانی را او بعاشقش نہ رسانید؟ پدرش را کہ بداون دختر راضی نمی شد۔ بجادو نکشت؟ شوہر شاہ صنم دختر

---

۵۱ نخ ریشم کا ایک دھاگا ۵۲ مثل نخ باریک پرسید۔ زار و نزار ہو جائے کنایہ ہے ۵۳ منت بکشی۔ احسان اٹھائے ۵۴ آغچہ بدیع۔ ایک شہر کا نام ہے ۵۵ تشکیک۔ شبہ ۵۶ دل گرم۔ مطمئن ۵۷ کد خدا۔ رئیس۔

کربلائے قنبر جوادلو را برائے اینکہ زنِ دیگر نبرد از یکسالہ راہ نگرداتید؟ ہیچ چی[۱] از دست او رہائی ندارد۔

شہربانو خانم۔ نور دیدم خان پری! پس زود تر پسرت علی مردان را الآن بفرست مستعلی شاہ را از آغچہ بدیع برداردہ بیاورد بگوید خانم میخواہد ہرچہ بخواہد۔ وعدہ کند خلاصہ سر شب[۲] وقت چراغ روشن کردن باید مستعلی شاہ خانۂ ما حاضر شود۔

خان پری۔ چشم خانم! آلان می فرستم۔ اما باید مستعلی شاہ از حاتم خان آقا و شہباز بیگ پنہانی[۳] اینجا بیاید۔ خدا نکردہ اگر شہباز اورا در اینجا بہ بیند ہم اورا می کشد و ہم مرا زندہ نمی گزارد۔

شہربانو خانم۔ البتہ! من ہمیں حالا می روم بیرون ہر دو را روانہ می کنم بسر کشی[۴] ایلخی و می سپارم[۵] پس از آمدن در اطاقِ شرف نسا بخوانند کہ امشب اینجا آب گرم کردہ سر شرف نسا را خواہم شست۔ تو برخیز برو پسرت را روانہ کن پئے درویش (ہر دو می روند بعد)

شرف نسا خانم۔ (تنہا ایستادہ) آوخ[۶]! شکر خدایا! دلم بخوردہ

---

[۱] چی چیز کا مخفف [۲] سر شب۔ شام کے وقت [۳] پنہانی۔ پوشیدہ [۴] سر کشی ایلخی۔ گھوڑوں کا گلہ [۵] سپارم۔ گوش گزار کردوں گی [۶] آوخ کلمہ خوشی وتحسین حرف تاسف۔

آرام گرفت خراب شود - ولایتے کہ جادو و جادوگر در آنجا نباشد اگر درویشی کہ دایہ ام گفت نمی شد بے شک موسی ثوردان شہباز را می برد روزگارم را سیاہ می کرد۔

(در این حال در باز می شود شہباز بیگ می آید تو)

شہباز بیگ - شرف النسار وردت[۵۱] بجانم! دانستی زنِ عموم امروز چہ کرد! پیش روے موسی ثوردان بسرِ عموم داد زدہ مراہم تہدید می کرد۔

شرف النسار خانم - شہباز! از کارہائے خودت ہیچ خبر نداری داد زدن[۵۲] زنِ عمومت بنظرت غریب[۵۳] می آید؟

شہباز بیگ - شرف النسار جان! وردت بجانم! من خودم چہ کردہ ام۔

شرف النسار خانم - (زود رفتہ دست دراز کردہ از پشت کار گاہش چند پارچہ کاغذ نیم صفحہ در آوردہ باز می کند) شہباز! این شکلہا را پس برائے من کہ آورد؟ تو نیاوردی؟ نگفتی صورتِ دختران و عروسانِ پاریس است؟ ببین! در پاریس چہ قدر دخترانِ خوشگل ہست! اینہا در مجالس وغیرہ ہمہ روباز با پسرانِ یک جا نشست و برخاست می کنند - ہنوز من از خجالتم

---

۵۱ وردت بجانم - تمھاری تکلیف میری جان پر ہو ۵۲ داد زدن - چیخنا - چلانا۔
۵۳ غریب انوکھا۔

این شکلها را بزن عموت نشان نداده ام۔
شهباز بیگ۔ شرف لنساء! چرا مثل بچه حرف میزنی؟
این شکلها لای[۵۱] کتاب موسی ژوردان بود۔ وقتے کتابهاش را
کشووه نگاه می کرد چشمش باینها افتاد در آورد او بمن گفت
ببر بنامزدت نشان بده! بگو۔ دختران و عروسان پاریس امسال
این قسم لباس می پوشند۔ سالِ گذشته طورِ دیگر لباس داشتند
سالِ آینده نوعِ دیگر لباس خواهند پوشید۔ در پاریس هر سال
رسم لباس پوشیدن عوض[۵۲] می شود من هم آوردم دادست۔
از این چه[۵۳] در آمد؟
شرف لنساء خانم۔ همان در آمد که بعشق این دخترها
هوا برداشته پرواز می کنی۔ میخواهی پاریس بروی۔
شهباز بیگ۔ شرف لنسا! این چه حرفی ست میزنی؟
همه دختران پاریس قربان یک موے تو باشد۔ من که مثل
تو یار زیبا دارم حوریان بهشت بچشم[۵۴] نمی آید۔ یک روز
بے تو نمانم۔
شرف لنساء خانم۔ بس است! ترا بخدا این بازیها[۵۵] را

---

۵۱ لاے۔ بمعنی اندر ۵۲ عوض می شود۔ بدلتی ہے ۵۳ چه در آمد۔ کیا ہوگیا۔
۵۴ بچشم نمی آید۔ آنکھوں میں نہیں سماتی ہیں ۵۵ این بازیها را اینجا درنیاره
تو یہ چالیں یہاں نہ چل۔

اینجا در نیار! پسرے کہ بگوید یک روز بے تو نمانم ازینجا بپاریس
نمی رود تو مرا ہیچ نمی خواہی!

شہباز بیگ - (بلند شدہ دست بگردن او آویختہ رویش را
مے بوسد) شرف لنسا! راستی از من بدگمان شدۂ؟ تیرے بدلم
میزدی بہتر ازین حرف بود۔ کہ بروئیم زدی - آخر بپرس ببین
بچہ سبب پاریس می روم -

شرف لنسا خانم - (گریہ کنان دست شہباز بیگ را از گردن
خود دور نمودہ) چہ کار دارم[۵۱] بپرسم؟ سببش را خودم بہتر مے دانم
سببش ہمین ہا است!

(دیگر دندان غریچہ کنان[۵۲] کاغذ ہا ے شکل را سخت چنگال کردہ[۵۳] زیر پاپش می ریزد)؟

شہباز بیگ - بخدا کہ سببش آنہا نیست؟ نمی دانی کہ
ہمسران ہمہ نوکری کردہ صاحب معرفت شدہ حرمت و
عزت یافتہ خوش بخت گشتہ اند! من ماندہ ام درمیان این
بے زار[۵۴] بے نام و نشان -

شرف لنسا خانم - اولاً این را کہ گفتی دروغ است کہ
از ماہا بمعرفت و خدمت[۵۵] خوش بخت شدہ است - این

---

۵۱ چہ کار دارم - مجھے کیا غرض ۵۲ دندان غریچہ کنان - دانت پیستے ہوئے ۵۳
سخت چنگال کردہ - مٹھی میں لے کر ۵۴ بے زار - بانسوں کا بیڑہ - جنگل - ۵۵
خدمت - نوکری -

خوش بخت ها را که دیدهٔ همه براه هائے دیگر به بخت رسیده اند۔ ثانیاً اگر خدمت هم می خواهی بکُنی برو در تفلیس بکُن۔ هرگاه خواستی شهرهائے دیگر هم بروی جائے برَو که دسترس[۵۱] باشد خبرتان[۵۲] برسد! بپاریس از ماهانه کسے می رود۔ نه کسے می آید۔

شهباز بیگ۔ راست می گوئی۔ امّا در هرکار آدم باید واسطه[۵۳] داشته باشد۔ در تفلیس یا شهرهائے دیگر کسے مرا نمی شناسد که واسطهٔ من شده بسر[۵۴] خدمتے بگذارد تا باعث حرمت من بشود۔ امّا این فرنگی مردے خوبے است و مرا بسیار دوست می دارد خانوادهٔ[۵۵] ما نرا می شناسد۔ از پاریس بُردن و آموختن زبانِ فرنگ و بدولت شناسیدنِ این مرد مشهور میشوم پس از برگشتن در همه جا جائے[۵۶] دارم۔

شرف نساء خانم۔ این حرف ها همگی حیله و برائے فریفتن من بهانه است۔ چه[۵۷] حرفے است که مثل تو جوان باکمال در تفلیس خدمتے[۵۸] پیدا نمی کند۔

شهباز بیگ۔ پس از مراجعت از پاریس باز به تفلیس رفته نوکری خواهم کرد۔

---

[۵۱] دسترس۔ رسائی [۵۲] خبرتان۔ تمهاری خبر [۵۳] واسطه۔ ذریعه [۵۴] بسر خدمتے بگذارد۔ کہیں نوکر رکھوادے [۵۵] خانواده۔ خاندان [۵۶] جائے دارم۔ ملازمت مل جائے گی۔ [۵۷] چه حرفی است۔ کیا بات ہے [۵۸] خدمتے پیدا نمی کند۔ نوکری تلاش نہیں کرسکتا ہے۔

شرف لنسار خانم۔ (کاغذ ہائے شکل را پالیش می زند) در پاریس مثل تو جوان از دست این لوندہا[٥١] می تواند جانے سلامت در ببرد تا بعد از برگشتن مثل آدم رفتار نماید؟ ہرگز نمی توانی پاریس بروی۔ ہر وقت رفتی آن وقت بخود بناز۔

(در این حال حاتم خان آقا بہ بانگِ بلند شہباز بیگ را از بیرون صدا می کند۔ او ہم زود بیرون می رود)

(پردہ می افتد)

مجلس چہارم

واقع می شود در اطاق حاتم خاں آقا۔ یک طرف شہر بانو خانم طرف دیگر شرف لنسار خانم و در گوشۂ خان پری دایہ اش نشستہ اند دو ساعت از شب گذشتہ است۔ شہر بانو خانم سرش را بالا کردہ رُونجان پری نمودہ دلتنگ می پرسد۔

شہر بانو بیگم۔ خان پری! چہ طور شد درویش نیامد؟

خان پری۔ خانم شتاب مکن! الآن مے آید۔

(یک دفعہ در باز شدہ مستعلی شاہ جادوگر عبوس[٥٢] کردہ داخل می شود)

مستعلی شاہ۔ السّلام علیکم!

---

٥١ لوند۔ بے حیا عورت۔ بدمعاش ٥٢ عبوس۔ ترش رو۔ تیوری چڑھائے اور منہ بگاڑے۔

شهربانو خانم۔ (سر بالا کرده) و علیکم السّلام بابا درویش! خوش آمدی بیا بنشین۔

مستعلی شاه۔ (نشسته) خانم! نسبت بمن چه خدمتے داشتید بفرمائید تا بجان و دل بانجامش بکوشم۔

شهربانو خانم۔ بابا درویش! برائے یک کارے جزوی[۵۱] ترا زحمت داده ام۔ مطلب این است که شهباز بالمرّه[۵۲] گمراه شده۔ یک مهمان فرنگی داریم خیال کرده است باتفاقِ او بشهر پاریس برود۔ این بچّۂ گل رخسارۂ مرا که نشسته نامزد اوست و پس از بیست روز بنائے عروسی داشتیم) گریان و نالان بگذارد من و حاتم خان آقا هرچه گفتیم و التماس نمودیم گوش نداد[۵۳]۔ بایست کارے بکنی۔ شهباز نتواند پاریس برود و موسی ژوردان از او دست کشیده نبرد۔

مستعلی شاه۔ خانم! این کارِ جزوی باآسانی نیست بلکه بسیار بزرگ و مشکل است۔ می بایست درین کار اثر جادوئے من بر موسی ژوردان یا شهر پاریس بترکد[۵۴]

شهربانو خانم

بابا درویش! نه فهمیدم چه طور اثر جادو سر موسی ژوردان یا پاریس باید بترکد۔

---

۵۱ کار جزوی۔ معمولی کام ۵۲ بالمرّه۔ بالکل ۵۳ گوش نداد۔ نہیں سنا۔ ۵۴ ترکیدن۔ پھٹنا۔

مستعلی شاہ - خانم! مثلاً اگر بہ شہباز بیگ دست بزنم لازم است - جنّے ببدن او مسلّط کنم - خیال این سفر را از سر او در آورد - امّا ممکن است ازین کار بتر رسد - رخنۂ[۵۱] بعقلش برسد مریض یا معیوب بشود - چونکہ بسیار بچہ و جوان است -

شہر بانو خانم - واہ برائے خدا! بابا درویش ہمچو نگو! اینہا ہمہ برائے آنست کہ شہباز یک روز از پیش چشمان کنار[۵۲] نباشد - چہ طور می شود راضی باشیم براین کہ جن بر جان او مسلّط گردد؟

مستعلی شاہ - در این صورت می بایست بدیوہا و عفریت ہا حکم کنم پاریس را خراب و زیرورو[۵۳] کنند تا شہباز بیگ از نیّت رفتن آنجا بیفتد - یا بستارۂ مریخ امر کنم گردن موسیٰ زوردان را بزند دیگر کسے شہباز بیگ را نبرد - این امر غیر ازین چارہ ندارد -

شہر بانو خانم - این چہ طور ممکن است بابا درویش؟ ہمچو کارے را ہم میتوان کرد -

مستعلی شاہ - بہ خانم! این کار من است - جائے شبہ نیست مگر نشنیدۂ چند تا شیاطین را امر کردہ ام ہمیشہ در قلعۂ

---

۵۱ رخنہ - نقصان ۵۲ کنار بودن - جدا ہونا ۵۳ زیرورو کردن - اوپر نیچے کرنا - پلٹ دینا -

شیشۂ میان ملّا ہائے شیخی و اُصولی فتنہ و فساد انداختہ ہرگز آنہا را آرام نگذارند؟ برائے این کہ بالائے منبر رفتہ آشکارا بمردم وعظ کردہ بودند۔ بجادوگر و ساحر باور نکنید! آیا من نیستم کہ گیلجان نام عفریت راکہ در شیطنت و مضرت فریدِ عصر[51] است ببدن آقا ولی پسر علی قلی منتقل کردہ بجان مردم سالیان[52] مسلّط نمودہ ام؟ از ترس او شب و روز در خانہ خود شان نمی توانند راحت بخوابند۔ ہنوز ہم بمردم سالیان کم قصاص کردہ ام۔ زیرا کہ آنہا پارسال مرا بسالیان راہ ندادہ دواندند کہ این جا دارالمومنین است تو درویش و جادوگری اینجا پا مگذار! کدام کارہام را بگویم؟ اینہا علامت علم ہائیست کہ درین زمان نزدیک کردہ بودم۔ یازدہ سال پیش ازین کنار ارس آمدہ بودم میخواستم از پکیش محالات نخجوان و شر در گذشتہ بایروان بروم مردمان ہردو محال مانع شدند کہ تذکرہ[53] نداری نمی گذاریم باین خاک گذر کنی آدم ناشناس و بے تذکرہ را راہ دادن و باین طرف گذرانیدن موافق قانون قدغن[54] است۔ باوجودیکہ متقلبہا[55] خود شان شب و روز آدم ہائے را کہ برائے آوردن مال فرنگ کہ قدغن است

---

[51] فرید عصر۔ یکتائے زمانہ [52] سالیان۔ ایک مقام کا نام [53] تذکرہ۔ پروانہ راہ داری [54] قدغن۔ ممانعت [55] متقلب۔ مکّار۔

بخاک روس نیارند نمایندگی[51] کرده باین طرف و آن طرف
می گذرانیدند۔ ہرچہ متوسّل[52] شدم گوش بحرف من ندادند۔
پائین و بالا ہرچہ گردیدم نشد۔ یک دفعہ تند شدہ باجنّہ و
عفریت ہا حکم کردم خانہائے ہمہ محالات نخجوان و شرور را
برکندہ باخاک یکسان نمودند۔ از ضرب آن یک طرف کوہ
آغری نیز کندہ و ریختہ دہ آگور[53] را فرو برد۔ بچارہ ارمنی ہای
آنجا ہم بسبب ہمسائگان بد نابودہ شدند۔ خلاصہ بکوہ
آغری بگویم از جا کندہ شو! کندہ نمی شود؟ بازش بگویم۔
جاری مشو۔ جاری می تواند بشود؟۔

شہربانو خانم۔ (از تعجب دست بلب بردہ) خدایا رحم کن؟
مستعلی شاہ۔ خانم! وقت ایستادن نیست۔ شب
می گذرد۔ حال بفرمائید۔ بہ بینم موسی ژوردان کے خواہد رفت؟
شہربانو خانم۔ پس از دہ روز۔
مستعلی شاہ۔ خیلے خوب خانم! من ہمیں حالا درین جا
پیش چشم شما ہیکل[54] پاریس را برپا کردہ بہم میزنم و بدیوان
و عفریت ہا حکم می کنم۔ در ہمان دقیقہ پاریس را بکوبند
و تا دہ روز خبرش را برائے موسی ژوردان گزاردہ

---

[51] نمایندگی کردن۔ طرف داری کرنا۔ رہنمائی کرنا [52] متوسّل شدن۔ وسیلہ
دلانا۔ منت کرنا [53] دہ آگور۔ ایک گاؤں کا نام ہے [54] ہیکل۔ تصویر۔ نقشہ۔

درین ساعت گردنش را زده بستارهٔ مریخ حکم خواهم کرد۔ آنهم بهمان طور تا ده روز دیگر گردن موسی ژوردان را بلا تامل بزند شهباز بیگ از چنگ او خلاص شود۔ حال بفرمائید به بینیم جناب شما خراب شدن پاریس را میخواهید یا گردن زدن موسی ژوردان را؟

خان پری۔ (دستهایش را در آورده هم میزنند) هردو را یابادرویش بفرنگیها رحم خواهیم کرد۔

شهربانو خانم۔ وائے زنکه! مگر دلت از سنگ است؟ بیچاره پاریسی ها بما چه کرده اند۔ که خانه و عمارت شان را بسر شان بریزیم باعث قتل هزار نفس بشویم؟ مارا باین قیل و قال نینداخته است الآن خس و خاشاک بر چین (رو بمستعلی شاه کرده) بابا درویش! هرچه میدانی بخود او بکن! درین جا گردن خروس را بزن! بستارهٔ مریخ حکم بکن آنهم پس از گذشتن ازارس گردن موسی ژوردان را بزند شهباز تنها بماند باز ازارس بگذارد۔ برگردد بیاید این طرف! مردن یک نفر تقصیروار بهتر از کشته شدن هزار نفر مردم بیگناه است۔

شرف نساء خانم۔ ننّه جان! اینجو مگو! موسی ژوردان بیچاره است آدم خوبیست۔ این ییلاق هر روز از گل های

غریبه و شگوفها دستها بسته بتوسّط شهباز بیگ برائے من
می فرستاد که ببر بنام مزدت بده به بنید! چند سال است
این بیلاقها را می گردد - هرگز این گل و شگوفها را دیده
است ؟ و یک آئینه بمن بخشیده است - صورت گلهائے
ینگی دنیا که در باغ عجائبات پاریس می روید در پشت
آن کشیده شده - مرا مثل دختر خود می خواست - من خودم
را بکشتن می دهم نمی گزارم کردن موسی ژوردان را بزنند - پاریس
را خراب بشود. بما چه ؟ اگر در آنجا دختر و عروسان رو باز
نمی گردیدند شهباز هرگز آنجا نمی رفت پاریس خراب گردد
و دختر و عروسش هم بمیرند -
شہر بانو خانم - واللہ ! نمی دانم بکدام راضی بشوم !
امّا دیگر چه بکنیم ؟ شرف نسا هم راست می گوید - موسی ژوردان
فقیر است - آدمِ خوب است - تقصیرش همین است که
شهباز را از راه در برده پاریس رفتن را بسرش انداخته است
معلوم می شود - مردمانِ پاریس بد بوده اند که قضا این درویش
را بما رسانیده تا بجا دوئے او آنجا را کوبیده خراب کنیم
(رو بمستعلی شاه کرده) بابا درویش ! بدیوها و عفریت ها فرمان
بده پاریس را زیر و رو کنند -

---

۵۱ راضی شدن - راضی ہونا ۵۲ فقیر - غریب -

مستعلی شاه۔ (رو بخان پری کرده) خان پری خاله! برو بیرون
بغلام علی شاگردِ من بگو که خورجین مرا زُود از گردهٔ اسب
گرفته بردارد بیارد۔ (خان پری زود برخاسته بیرون مے رود)۔
حاتم خان آقا و شهباز بیگ حالا کُجا است؟
شهربانو خانم۔ از ایلچی برگشته در آن یکے اُطاق
خوابیده اند۔
مستعلی شاه۔ خانم! باید آنها و سایرین ازین سر نه حالا
من بعد خبر نشنوند[۵۱] ها! و اِلّا جادو هرگز اثر نمی بخشند۔
شهربانو خانم۔ ازین جهت خاطر جمع باش بابا درویش!
(در این حال در باز شده غلام علی خورجین[۵۲] در دستش باخان پری
داخل می شود)
غلام علی۔ السّلام علیکم۔
مستعلی شاه۔ علیکم السّلام! خورجین را زمین گزارده بندِ سرش
را باز کُن از میانش تخته پاره هائیکه اشکال در روش[۵۳] کشیده
شده در آر!
غلام علی۔ (ببیک زبانے که این زن ها نفهمند بزبانِ رمز درویشی[۵۴])
میخواهی چه می کنی؟

---

۵۱ خبر شدن۔ معلوم ہونا ۵۲ خورجین۔ تھیلا ۵۳ در روش کشیده شده۔
اُس پر کھنچی ہوئی تھی ۵۴ رمز درویشی۔ پوشیده زبان۔

مستعلی شاہ۔ میخواہم ہیکل شہر پاریس را برپا کردہ حکم کنم دیوہا طرفۃ العین زیر و روش کنند۔ چنانکہ من آلان در پیش روئے این خاتون زیر درد خواہم کرد۔

غلام علی۔ (خندہ کنان) واسۂ چہ۔

مستعلی شاہ۔ واسۂ[۵۱] صد دانہ باجا قلوئے[۵۲] تازہ سکۂ کہ حالا از این خاتون برائے ہمین مطلب خواہم گرفت۔

غلام علی۔ (خندہ کنان) خوب! این خاتون با پائے تخت فرنگ و اہل آنجا چہ عداوت دارد؟

مستعلی شاہ۔ این حکایت خیلے دراز است۔ تقریرش گنجائش این مقام نیست۔ تختہ پارہ ہا را از خورجین بیرون بیار؟

غلام علی۔ الآن! امّا ہرگز عقلم باور نمی کند این امر مشکل صورت بہ پذیرد۔ نمی دانم شوخی می کنی یا چہ می گوئی۔ در طرفۃ العین پاریس خراب بشود۔ یعنی چہ؟

مستعلی شاہ۔ (خندہ کنان) چرا یعنی چہ؟ مرد کہ حالا این خاتون مکرر صد تا باجا قلوئے تازہ سکہ برائے این مطلب بمن خواہد داد۔ دہ روز ہم مہلت است کہ جادوئے من اثر خود را بہ بخشند وکسے ہم بر این سر واقف نیست۔ و نخواہد شد بعد از اثر خود را بہ بخشند وکسے ہم بر این سر واقف نیست

---

[۵۱] واسہ۔ دیہاتی بجائے واسطہ کے بولتے ہیں [۵۲] باجا قلو۔ سونے کا ایک چھوٹا روپیہ سکّہ۔

و نخواہد شد۔ بعد از گرفتن باجا قلوہا دست و پایم را کہ نہ بستہ اند۔ تا دہ روز نمی توانم خود را بآن طرفے بیندازم؟ مرا در آنجا کہ پیدا خواہد کرد؟ بعد از من ہرچہ بادا باد اگر تا دہ روز پاریس خراب شد باجا قلوہا بے قیل و قال از ہضم[۵۱] رابع خواہد گذشت۔ تو چہ می دانی؟ بلکہ تا آن مدت بسا نحہ از سانحات پاریس خراب شود۔ مگر این نوع حادثات عجیبہ در عالم وقوع یافتہ است۔

غلام علی۔ (نخستہ پارہ ہا را از خورجین برون آوردہ خندہ کنان) این فقرہ! خیرہ را ہرگز عقلم قبول نمی کند۔ خیال خام است۔

مستعلی شاہ۔ (خندہ کنان) پس فقرہ سابقہ را عقلت قبول می کند۔ آنہم خیال خام نیست؟

غلام علی۔ (خندہ کنان) آرے در آن چہ شک است؟

مستعلی شاہ۔ خوب! دیگر حواسم را بسوالہائے بیفائدہ مغشوش[۵۲] مکن! برو! پیش اسب ہا منتظر باش! من ہم بعد از یک ساعت عمل خود را تمام کردہ می رسم سوار می شویم بر می گردیم۔ (غلام علی می رود) خان پری خالہ پاشو[۵۳]! در را محکم بہ بند آدمی کسے نیاید! (خان پری پا می شود در را می بندد می آید می نشیند)

---

[۵۱] ہضم رابع۔ حکیموں نے ہضم کے چار درجے مقرر کیے ہیں۔ چوتھی درجہ میں غذا بالکل ہضم ہو جاتی ہے [۵۲] مغشوش۔ پریشان [۵۳] پاشو۔ اٹھ۔

مستعلی شاہ۔ (خود بخود[۵۱] بزبان خویش) این طائفہ زنان عجب بیچارہ و سادہ لوح می شوند۔ بدون تصوّر و تأمّل باور می کنند کہ من در قراباغ نشستہ پاریس را در طرفۃ العین[۵۲] زیر و رو می توانم کرد و یا مریخ من در آن طرف ارس گردن موسی ژوردان را وقت رفتن می توانند بزنند۔

شہر بانو خانم۔ بابا درویش! با کہ حرف مے زنی چہ می گوئی؟

مستعلی شاہ۔ خانم منتر می خوانم کار من راست بیاید۔ دیوہا عفریت ہا خبردار شوند در چہ فکر ہستم (پس ازان پلاس[۵۳] را بلند کردہ اولاً دایرہ می کشد می گوید) این دائرہ پاریس! (بعد تختہ پارہ را بہم چسپانیدہ دہ دوازدہ تا بزرگ و کوچک بشکل اطاق و حجرہ درمیان دائرہ خانہ درست کردہ می گوید) این ہم شکل عمارت و خانہائے پاریس! (بعد رو بشہر بانو خانم کردہ) می فرمائید بدہم پاریس را کن فیکون[۵۴] و زیر و رو نمایند؟

شہر بانو خانم۔ بلے دیگر چہ کنیم؟ خدا باعث[۵۵] را بلا بدہد تر و خشک باہم می سوزند۔ بیچارہ پاریسی ہا کارے بما

---

۵۱ خود بخود۔ اپنے آپ ۵۲ طرفۃ العین۔ پلک جھپکنا ۵۳ پلاس۔ موٹا کپڑا۔ ٹاٹ وغیرہ ۵۴ کن فیکون۔ تہس نہس ہوگیا۔ یعنی فوراً ۵۵ باعث سے مراد موسی ژوردان ہے۔

نکرده بودند- و بالش بگردن و دختران و عروسان آنجا باشد- که در مجالس همیشه با پسران و مردان در یک جا روبازنشسته بصحبت[۵۱] و اختلاط مشغول گشته مردم را گمراه نموده از راه در می برند- مشغول کار خود باش بابا درویش!

مستعلی شاه- خانم! دستمزد[۵۲] و انعام دیوها را کرم کنید!

شهربانو خانم- بابا درویش! برائے دیوها انعام چه لازم است؟

مستعلی شاه- واه خانم! مگر دیوهائے من بے جیره[۵۳] و مواجب[۵۴] است که مفت خدمت بکنند؟ مگر من وزیر بنده علی بیگم که هیچ چی بآنها ندهم- جز بخش و بترسانم؟ خانم! شما گمان نکنید که من دیوهایم را بحرف خشک و خالی نگاه می دارم! بلکه برائے همچو کارها آنها را باید ضیافت کنم ریشخند نمایم بازی بدهم تازون و کشتن شهاب ثاقب آنها را-

شهربانو خانم- چه طور تازون و کشتن شهاب ثاقب بابا درویش! مگر بعد شهاب ثاقب آنها را زده و خواهد کشت؟

---

۵۱ صحبت- بات چیت ۵۲ دستمزد- اجرت ۵۳ جیره- اجرت ۵۴ مواجب- تنخواه-

مستعلی شاه - (خنده کنان) عجب فکر کرده اید - پس دیوها و عفریتها ناحق بهلاکتِ این قدر مردمان بیگناه باعث می شوند و شهر باین قشنگی را بے جهت خراب می کنند در جزائے چنین گناهِ عظیم عضب خدا بآنها نمی رسد؟

شهربانو خانم - خوب بابا درویش؟ چونکه چنین است چرا از جالنشان نمی ترسند و بچنین کارها پا می گذارند -

مستعلی شاه - اولاً برائے بردن فرمان من است ثانیاً احمقند - طبیعت ایشان تقاضا می کند - اگر ہمچو نکنند آسوده نمی شوند - اگر شیاطین نه بود در دنیا هرگز عمل بد نمی شد و بنی آدم را هیچکس بکارهائے بد دوچار نمی کرد -

شهربانو خانم - راست می گوئی بابا درویش! چه قدر باید بدیوها انعام داد؟

مستعلی شاه - زیاد نمی خواهم - هرچه خود تان وعده کرده اید - صد تا باجاقلو خانم!

شهربانو خانم - بابا درویش! زیاد این ست[1]!

مستعلی شاه - خوب! شهرے که بهزار تومان می ارزد میدهید - خراب کنند صد باجاقلو بدهید زیاد است -

شهربانو خانم - (رو بدخترش کرده) شرف لنسار! بچیم اصندوقچه

---

[1] زیاد این است - یہ تو زیادہ ہے -

پول را اینجا بیار۔

(شرف النساء خانم زود برخاسته از بار صندوقچهٔ پول را گرفته به پیش می آرد۔ شهر بانو خانم در صندوقچه را باز می کند صد باجاقلوے تازه سکه در آورده می گوید۔

شهر بانو خانم۔ شرف جان! برائے خرج عروسیت دیگه پول نماند۔

شرف النساء خانم۔ باشد۔ ننه جان! باز یک دو لسیت تاتوغلو[۱] می فروشیم پول سرجایش می آید۔

شهر بانو خانم۔ راست می گوئی۔ بچم! مال فدائے جان است گوش و دماغ سپر بالائے سر است (روش را بر می گرداند) بگیر بابا درویش!

(طلاها را میدهد بمستعلی شاه۔ درویش می گیرد بگذارد بغلش زود آستینش را بالا کرده کتابے از خورجین در آورده باز نموده ورق میزند۔ بعضے صفحه هائے نقشه دارش را نگاه کرده سرش را بالا می کند)۔

مستعلی شاه۔ بلے! عمل تمام است۔ شهر پاریس زیر برج عقرب اتفاق افتاده۔ از تاثیر این برج بوده است که هرگز بلا از این شهر کم نمی شود۔ (بعد برخاسته چوب دستی در دست

---

[۱] تاتوغلو۔ بھیڑ کے بچے جن کی تین برس کی عمر ہو۔

گرفته رو بشهر بانو خانم و دخترش کرده) نترسید خانم ها! دلتانرا[۵۱] قایم بدارید (بعد پلک چشمش را گردانده صورت خود را مهیب ساخته این منتر را می خواند) دغدغها فتندی تب الگری گرندی تب الگوها بندی بندی بندی! (بچپ و راست خود دمیده دیوها و عفریتهارا باسم و صدائے مهیب خوانده فرمان میدهد) یا ملیخا یا بلیخا! برکنید پاریس را از جائے خود و بزنید آلان بزمین چنانکه من این هیکل را زده زیرورد می کنم! (یک قدم عقب می رود چوبے که در دست داشت بلند کرده رو بدایره نهاده اشکال اطاق و خانهائے کوچکی که از تخته پارها ساخته بود میزند از هم می پاشد بعد لحظۂ ایستاده رو بشهر بانو خانم می کند) خانم! چشم شما روشن! پاریس خراب شد - از من راضی شدید یا نه؟

شهر بانو خانم - بلے بابا درویش! خیلے راضیم امّا باید خبر خرابئے پاریس زود بموسیو ژوردان برسد گرفتار خود شده از شهباز دست بکشد - امّا نمی دانم از پاریس تا اینجا این خبر را باین زودی که خواهد آورد؟

مستعلی شاه - (قهقهه کنان) خا خا خا! خانه! آدمی که بیک چشم بهم زدن از اینجا پاریس را برباد دهد در یک دقیقه

---

۵۱ دلتانرا قایم دارید - تم اپنا دل سنبھالے رکھو۔

و در یک ساعت و یا در یک روزے تا ده روز خبر آن را نمی تواند باینجا برساند؟ چه خیال می کنید؟

شهربانو خانم۔ راست می گوئی بابا درویش! امّا چه عجب می شد که این خبر درین حال بموسی ژوردان برسد از سر ما ردّ شود!

درین اثنا یک دفعه در خانه را سخت می کوبند چنانچه می خواهد در بشکند۔ صدائے موسی ژوردان در حالت اضطراب پشت در معلوم می شود۔ درویش مستعلی شاه جلد تختهٔ پارہا بہم چیده بخور جبین می ریزد میاندازد دو ششش می رود پشت پردهٔ که در پیش بار آویزان است پنهان مے شود۔ موسی ژوردان تراق تراق[۵۱] در را میزند کم میماند در بشکند۔ حاتم خان آقا و شهباز بیگ را صدا می کند در را باز کنید! شهربانو خانم سراسیمه از جا برخاسته ترسان ترسان میرود دم در[۵۲]۔ دخترش شرف النسا خانم سخت می لرزد۔

خان پری۔ (یواش[۵۳] یواش بزانو میزند) وائے ننم! وائے بابام وائے۔

(شهربانو خانم در را باز می کند)

---

۵۱ تراق تراق۔ کھٹ کھٹ ۵۲ دم در۔ دروازہ کے سامنے۔ ۵۳ یواش۔ آہستہ۔

موسی ژوردان - (تنگ نفس) کو حاتم خاں آقا؟ کو شہباز بیگ۔
شہر بانو خانم - (ترسان ترسان) ہر دو اطاق شرف لنساء
ہستند صبح بسر کشتئ ایلچی رفتہ بودند۔ بسیار خستہ شدہ آنجا
اُفتادہ خوابیدہ اند۔

موسی ژوردان - (بہ بانگ بلند تنگ نفس[۹۱]) خانم باید ہمین
حالا بیدار شوند من می روم نمی توانم بایستم! حیف بتو
پاریس! حیف بتو تولیر[۹۲]! حیف بتو پائے تخت قشنگِ
سلطنتِ خوب فرانسہ بدبخت شد! دوماژ[۹۳] پاریس۔
موندیو[۹۴] موندیو!

شہر بانو خانم - حکیم صاحب! چہ چیز است؟ چہ
شدہ است؟

موسی ژوردان - فرانسہ بہم خوردہ - تولیر سرنگون گشتہ
پاریس خراب شدہ دوماژ پاریس! دوماژ تولیر۔

شہر بانو خانم - خدایا شکر - خدایا رحم کُن!

موسی ژوردان - شہر قشنگ سلطنت پاکیزہ در طرفۃ
العین چنان ویران شدہ کہ گویا نبودہ است عقل ورگ

---

[۹۱] تنگ نفس - ہانپتا ہوا [۹۲] تولیر - پیرس کا ایک شاہی محل [۹۳]
دوماژ - فرنچ میں کلمہ تاسف۔ [۹۴] ماندیو (اے خدا) فرنچ میں
کلمہ تاسف۔

نکند کہ این چہ کاریست۔ وچہ شہریست؟ ستفرو![۵۱] موندیو۔ موندیو است آفرد!

شہربانو خانم۔ چہ سحر حکیم صاحب؟ مگر پاریس بسحر خراب شدہ؟ چہ می گوئید؟

موسی ژوردان۔ (ہولناک ببانگ بلند) البتہ سحر است؟ کارے شدہ است کہ آدم مات ماندہ۔ است۔ دریک طرفۃ العین غفلتاً پاریس خراب شدہ۔

(ازین حرفہا شرف النساء خانم دیگر بدتر بلرزہ افتادہ۔ چشمش بطرف پردہ کہ درویش پنہانست)۔

خان پری۔ (خس خس[۵۲] کنان) ہاہاہم واے ننم! واے۔

(درین حال از قیل و قال حاتم خان آقا و شہباز بیگ از اطاقیکہ خوابیدہ بودند بیدار شدہ دست پارچہ[۵۳] یکتا پیرہن بطرف صدائے موسی ژوردان میدوند)۔

موسی ژوردان۔ (تا آنہا را دید) آخ! آمدید؟ حاتم خان آقا! شہباز بیگ شما را بخدا! زود برائے من اسپہا حاضر بکنید۔ باید ہمین بالا بروم درنگ نمی توانم کرد خودتان ہم سوار شوید؟ مرا از ارس بگذرانید برگردید۔

---

۵۱ ستفرو۔ فرنچ میں کہتے ہیں بڑی مصیبت کی بات ہے ۵۲ خس خس کنان۔ پھُسُر پھُسُر کرتے ہوئے ۵۳ دست پارچہ۔ گھبرایا ہوا۔

حاتم خان آقا- (بحیرت) حکیم صاحب! چہ حادثہ روئے داده باین تعجیل رفتن شما را چہ باعث شده است؟

موسی ژوردان- (بآواز بلند) پاریس خراب شده تو لیر ریختہ- سلطنت فرانسہ بہم خورده- دولت- تغییر یافتہ حالا از قونسول[۵۱] انگلیس کہ در تبریز نشستہ دیوان بیگی شما برائے من کاغذ فرستاده بعد از اطلاع این خبر می نویسد چاپار بصحابت[۵۲] کاغذہائے واجبی آلان بہ لندن می رود- در کنار ارس منتظر من است تا دوازده ساعت دیگر من باید خود را باو برسانم- اگر تاخیر کنم چاپار[۵۳] می رود- من دیگر تنہا بزودی نمی توانم خود را بدولت برسانم- لوی فلیپ[۵۴] بانگلیس گریختہ موندیو موندیو!

حاتم خان آقا- (بحیرت) حکیم صاحب! کہ خراب کرده؟ کہ بہم زده است؟

موسی ژوردان- (باضطراب) شیاطین! اجنہ دیوہا- عفریتہا! بدعملہا! کدام یکے را بگوئیم؟ امّا حاتم خان آقا اسب بیارید- وقت تاخیر نیست دو ماژ پاریس! مولیر! موندیو[۵۵] سنتفرو!

---

۵۱ قونسول- مشیر سلطنت ۵۲ صحابت- ہمراه ۵۳ چاپار- ڈاک ۵۴ لوی فلیپ فرانس کا بادشاہ ۵۵ موندیو- اے میرے اللہ-

(حاتم خان آقا ازین سخنهان اند کے تحیر می ماند - امّا شرف نسا خانم بسیار بسیار سخت بلرزہ می افتد شہباز بیگ حالت اورا دریافت کردہ - تعجب نمودہ رو بسوے او گزاردہ نزدیک تر رفتہ آہستہ خنداں می پرسد) -

شہباز بیگ - تو چرا می لرزی اے مایۂ فساد؟ - یقین پاریس را بگفتۂ تو خراب کردہ اند - کہ من ہرگز نتوانم بروم آنجا -

شرف نسا خانم - (لرزان لرزان بصدائے آہستہ چشمش بطرف پردۂ درویش پنہان است) واللہ بسبحان[۵۱] دائم! من از ہیچ چیز خبر ندارم - من ہیچ تقصیر ندارم -

شہباز بیگ - (بخندہ) نگاہ کن بہ ببین چہ طور قسم می خورد بچہ شیرین زبانے خودش را کنار می کشد - خوب چرا می لرزی؟ دیگر اگر مثل تو پری زادۂ بدہد پاریس را خراب کنند در آن گناہے نیست - (درین حرف)

شہر بانو خانم - (رو بموسی ژوردان کردہ) حکیم صاحب! شہباز را کہ ہم می برید؟

موسی ژوردان - تو چہ می گوئی خانم؟ من ہیچ نمی دانم - سر خودم کدام بالین است؟ شہباز را کجا خواہم برد؟

---

۵۱ دائم - ہمیشہ -

حاتم خان آقا! زود باشید- سوار شوید مرا بدرقه[۱] بکنید!
باید تا صبح بکنار ارس برسم- مولیر! موندیو موندیو!
حاتم خان آقا- شهباز- بیا برویم به بنیم چه خواهیم کرد
این چه کارے بود رو داد؟
(هردو از اطاق بیرون میروند- پشت سرشان موسی ژوردان-
بعد آنها درویش مستعلی شاه از پشت پرده یواش بیرون آمده
خورجین را بدوش انداخته سرش را پائین کرده هرگز بزنها متوجه
نشده می گریزد تا پدید می شود)-
شهربانو خانم- خان پری! دیدی که چه شد؟
خان پری- خانم من بشما نگفتم- از دست این درویش
هیچ چیز جان را نمی برد-؟ من هنوز هم می ترسم که از خرابے
پاریس شهرهائے دیگر را ضرب رسیده خراب گردد چنانکه
از خرابئے محالات نخجوان و شرور یک طرفه کوه آغری از
هم پاشید همچو که درویش می گفت-
شهربانو خانم- بلے! بعد ازین آن تعجب نیست-
عجب آن است که مردها همیشه بما ها می گویند- بجادو
باور نکنید- چگونه باور نمی توان کرد- که آدم بچشم خود
چنین کارها را می بیند؟

[۱] بدرقه- رهنما-

خان پری - ایه خانم! مردها اگر عقل دارند - چرا ما آنها را در هر قدم هزار بار گول[۵۱] میزنیم - هرچه می خواهیم می کنیم؟ -

(شرف النسا، خانم ساکت[۵۲] و صامت ترسناک خشکیده[۵۳] مات می ماند) -

پرده می افتد

---

۵۱ گول می زنیم - ہم دہوکا دیتے ہیں ۵۲ ساکت و صامت - خاموش ۱۲-
۵۳ خشکیده - سوکھی ہوئی ٹھٹری ہوئی - حیران ۱۲ ۵۴ مات - مغلوب - متحیر ۱۲

تمام شد